حدیث

محمد اظہر مدنی

بھلائی کا حکم اور برائی سے روکنا اہم فریضہ ہے

عن ابی سعید ن الخدری رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: من رای منکم منکرا فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع فبقلبه وذلک اضعف الایمان (صحیح مسلم)

ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص کسی برائی کو دیکھے تو اسے چاہئے کہ اسے اپنے ہاتھ سے روکے، اگر اس برائی کو ہاتھ سے روکنے کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے روکے۔ اگر اس برائی کو اپنی زبان سے بھی روکنے کی طاقت نہ ہو تو دل سے اسے برا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور ترین درجہ ہے''۔

اس دنیا میں جتنے بھی انبیاء بھیجے گئے ان کا سب سے بڑا مقصد عقیدہ اور سماج میں پائی جانے والی منکرات (برائیوں) کی اصلاح تھا۔ منکر کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز شرعی اور عقلی اعتبار سے قبیح ہو۔ چاہے وہ فعلی ہو، قولی ہو یا اعتقادی اعتبار سے ہو۔

مسند احمد کی ایک روایت میں ہے۔ ''**ان الله لا یعذب العامة بعمل الخاصه حتی یروا المنکر بین ظهر انیهم وهم قادرون علی ان ینکرونه فاذا فعلوا ذلک عذب الله العامة والخاصة** ''یعنی'' یقیناً اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے عمل (گناہوں کی وجہ سے) عام لوگوں کو عذاب نہیں دیتا۔ یہاں تک کہ جب عام لوگوں کا حال یہ ہو جائے کہ وہ برائی اپنے درمیان ہوتے دیکھیں اور وہ اس پر نکیر کرنے پر قادر بھی ہوں لیکن وہ اسے نشانہ تنقید نہ بنائیں۔ جب ایسا ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب عام اور خاص سب لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ مسند احمد کی ہی ایک روایت میں امر بالمعروف والنھی عن المنکر کے فریضہ سے کوتاہی اور ترک کرنے پر وعید کی گئی ہے کہ تم اللہ کے عذاب کے مستحق بن جاؤ گے پھر تم اللہ تعالیٰ سے دعائیں بھی مانگو کے تو تمہاری دعائیں قبول نہیں ہوں گی۔ **امر بالمعروف والنھی عن المنکر** سے غفلت اور اس کو ترک کرنے پر اس کے انجام سے آگاہ کیا گیا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی حدود میں نرمی اور درگزر روا لے اور حدود کو توڑنے والے کی مثال اس قوم جیسی ہے جنہوں نے ایک (دومنزلہ) کشتی میں سفر کرنے کے لیے قرعہ اندازی کی بعض مسافروں کے حصہ میں اوپر کی منزل اور بعض لوگوں کے حصہ میں نچلی منزل آئی۔ نچلی منزل والے پانی لینے کے لیے اوپر کی منزل پر آتے اور اوپر بیٹھے ہوئے لوگوں کے پاس سے گزرتے تو وہ تکلیف محسوس کرتے چنانچہ نچلی منزل والوں نے کلہاڑی پکڑ کر کشتی میں سوراخ کرنا شروع کر دیا تا کہ نیچے سے ہی پانی لے لیا کریں اور اوپر جانے کی ضرورت نہ پڑے۔ سوراخ کرنے کی آواز سن کر اوپر والے آئے اور پوچھا کہ تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم پانی لینے اوپر جاتے ہیں تو تم لوگ ناگواری محسوس کرتے ہو اس لیے ہم نیچے ہی سوراخ کرنے لگے ہیں کیوں کہ پانی کے بغیر تو چارہ نہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اگر وہ لوگ اسی وقت سوراخ کو روک دیں گے تو وہ سوراخ کرنے والوں کو بھی بچالیں گے اور خود کو بھی بچالیں گے اور اگر سوراخ کرنے والوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیں گے تو ان کو بھی ہلاک کر دیں گے اور اپنے کو بھی ہلاک کر دیں گے۔ (صحیح بخاری)

قرآن میں **امر بالمعروف والنھی عن المنکر** کا فریضہ انجام دینے والوں کی اللہ نے خوب ستائش کی ہے۔

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ (آل عمران:١١٠) ''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔

ہمارے اسلاف کا منکر کی اصلاح کا جو طریقہ کار رہا ہے وہ ہمارے لیے نمونہ ہے۔ وہ ہر منکر کو سر عام اصلاح نہیں کرتے تھے۔ موقع ومحل کے حساب سے اصلاح کرتے تھے۔ جس منکر کی اصلاح تنہائی میں ہو سکتی تھی اس کا ازالہ تنہائی میں کرتے تھے کیوں کہ بعض دفعہ منکر کے ارتکاب کرنے والے کی توہین ہو جاتی ہے اس سے اصلاح کے بجائے معاملہ دوسرے رخ پر چلا جاتا ہے۔ منکر کی اصلاح کے وقت یہ دھیان رہنا چاہئے کہ اس میں کسی طرح کا کوئی تفریق نہ برتی جائے تفریق برتنے سے اصل مقصد حاصل نہیں ہوگا۔

اصلاح کا ایک طریقہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے آس پاس پائی جانے والی برائیوں کی نشان دی کی جائے پھر اس کے ازالہ کے لیے بہتر سے بہتر طریقہ اپنایا جائے یہ کام پہلے صلاح ومشورہ سے طے کیا جائے۔

احادیث اور قرآن کی دلیلوں سے معلوم ہوا کہ برائی سے روکنا اور بھلائی کا حکم دینا ایک اہم دینی فریضہ اور ہماری شناخت ہے جس کی ادائیگی پر اجر عظیم ملتا ہے اور کوتاہی پر برے انجام سے دوچار ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب لوگوں کو دین کے اس فریضہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

مدیر مسئول
اصغر علی امام مہدی سلفی

مدیر
عبدالقدوس اطہر نقوی

نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی   مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت
مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی   مولانا شہاب الدین مدنی   ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی   مولانا طہ سعید خالد مدنی   مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث ۲
اداریہ ۳
میثاق مکہ مکرمہ ۷
ڈاکٹر محمد بن عبدالکریم العیسی - حیات وخدمات ۱۱
رابطہ عالم اسلامی: ایک مختصر تعارف ۱۳
سعودی عرب کے چند امتیازات وخصوصیات ۱۵
خوشگوار ازدواجی زندگی کے سنہرے اصول ۱۷
سیرت حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اعتقادی پہلو ۱۹
قربانی ہمیں کیا سکھاتی ہے؟ ۲۳
دین رحمت اور رسول رحمت ۲۷
مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز ۲۹
جماعتی خبریں ۳۰
اشتہار اہل حدیث منزل ۳۱

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدلِ اشتراک
سالانہ ـــــــــ ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ـــــــــ ۷/روپے
پاکستان ـــــــــ ۵۰۰/روپے
بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

اداریہ

اصغر علی امام مہدی سلفی

ہوتا ہے جادہ پیما یہ کارواں ہمارا

یوں تو ہند-عرب تعلقات ایک خوش گوار تاریخی حقیقت ہیں اور ان کی جڑیں عہد قدیم سے پیوستہ ہیں۔لیکن موجودہ دور میں ان دیرینہ تعلقات میں جو گرمی اور مضبوطی آئی ہے وہ ہر دو دوست ملک کے لیے بڑی خوش آئند بات ہے۔ہر روز تجارت وثقافت اور تجربات کے تبادلہ کے نئے نئے باب کھل رہے ہیں۔سعودی فرمانروا اور سعودی ولی عہد کا دورۂ ہند اور وزیر اعظم ہند سمیت دیگر سربراہان مملکت کے سعودی دورے اس دیرینہ خوشگوار دوستانہ تعلقات میں سنگ میل ثابت ہوئے ہیں اور تجارت وثقافت کے تبادلے کے ساتھ ساتھ بین مذہبی رواداری اور امن وشانتی کے فروغ اور دہشت گردی وتشدد اور مذہبی منافرت کی کمی اور خاتمے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

رابطہ عالم اسلامی کے سکریٹری جنرل معروف اسلامی اسکالر اور بین مذاہب ہم آہنگی، رواداری اور مکالمے کے علمبردار عزت مآب جناب ڈاکٹر محمد بن عبدالکریم العیسیٰ کا حالیہ دورہ ہند بھی اسی مبارک سلسلہ کی اہم کڑی ہے۔ چونکہ مہمان گرامی ڈاکٹر محمد بن عبدالکریم العیسیٰ بین المذاہب مکالمے اور عالمی امن کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتے رہے ہیں اس لیے موجودہ ملکی وعالمی تناظر میں ان کے اس دورے سے بڑی توقعات وابستہ ہیں، ان حوالوں سے خدمت انسانیت اور نشر امن وسلامتی میں مملکت سعودی عرب کی مساعی جمیلہ کی ستائش بھی ہو رہی ہے اور خاص طور سے ڈاکٹر محمد بن عبدالکریم العیسیٰ اور رابطہ عالم اسلامی کو خراج تحسین پیش کیا جا رہا ہے۔صدر جمہوریہ ہند محترمہ دروپدی مرمو نے راشٹر پتی بھون میں ان کا استقبال کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان رواداری پر مبنی مذاہب اور اقدار کے درمیان مکالمے کو فروغ دینے میں مسلم ورلڈ کے کردار کی تعریف کرتا ہے۔انہوں نے ہندوستان اور سعودی عرب کے مابین خوش گوار تعلقات کا تذکرہ کرتے ہوئے اور اسے بہت اہم بتاتے ہوئے مزید کہا کہ ہندوستان اور سعودی عرب دونوں ہی ہر طرح کی دہشت گردی کی مذمت

کرتے ہیں اور دہشت گردی کے خلاف زیروٹالرینس کی پالیسی رکھتے ہیں۔

عزت مآب صدر جمہوریہ نے انتہا پسندی، دہشت گردی اور تشدد کے خلاف ڈاکٹر محمد بن عبدالکریم العیسیٰ کے موقف کی بھی تائید کی اور اس اعتماد کا اظہار کیا کہ ڈاکٹر العیسیٰ کے دورۂ ہند سے مسلم ورلڈ لیگ کے ساتھ تعاون کے مواقع کھلیں گے۔

انڈیا اسلامک کلچرل سینٹر نئی دہلی کے پروگرام میں قومی سلامتی کے مشیر مسٹر اجیت ڈوبھال نے مہمان گرامی ڈاکٹر محمد بن عبدالکریم العیسیٰ کی پذیرائی کرتے ہوئے کہا کہ بین مذاہب ہم آہنگی کی ان کی مسلسل کاوشوں سے انتہا پسندی اور بنیاد پرستی کی روک تھام میں اہم مدد مل رہی ہے۔ یہ وہ نظریات ہیں جو ہمارے نوجوانوں کو متاثر کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رابطہ عالم اسلامی کے سکریٹری جنرل کے بیان نے نہ صرف اسلام کی گہرائی اور بہتر تفہیم کو جنم دیا ہے بلکہ مختلف مذاہب کے درمیان ہمدردی، رواداری اور احترام کی اقدار کو فروغ دینے میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ڈاکٹر محمد بن عبدالکریم العیسیٰ حفظہ اللہ کے اس اہم دورے کے بارے میں کچھ غلط فہمیاں پیدا کی جارہی تھیں لیکن مہمان مکرم کے واضح بیانات اور ٹھوس و مثبت باتوں سے بالکل واضح ہوگیا کہ اس طرح کا کوئی شوشہ چھوڑنا صحیح نہیں تھا۔ انہوں نے اپنے واضح اور ٹھوس بیانیے میں ان تمام مزعومات اور مفروضات کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ببانگ دہل کہا کہ ان کا مقصد محبت اور انسانی اخوت و بھائی چارہ کے اسلامی پیغام وخطاب کو عام کرنا ہے۔

انہوں نے مختلف تقریروں اور ملاقاتوں میں وہی بات برملا کہی جو کہ اسلامی تعلیمات سے مستفاد و مستنبط اور تاریخی حقائق پر مبنی ہے۔ انہوں نے بلا لاگ لپیٹ کے ہندوستان میں کثرت میں وحدت اور سیکولر آئین کی تعریف کی، اسلام کو مثبت رواداری اور مکالمے کا مذہب قرار دیتے ہوئے مسلمانوں سے اسلامی پیغام کے نمائندے بننے پر زور دیا اور یہاں مختلف مذاہب کے ذمہ داروں سے بار بار ملاقات کے بعد حوار اور آپسی میل محبت اور انسانیت کے ان کے جذبے کی تعریف کی اور اسے عملی طور پر پروان چڑھاتے رہنے کی تلقین وتشجیع کی۔

انہوں نے انڈیا اسلامک کلچرل سینٹر میں منعقد ایک پروگرام میں دانشوروں، ماہرین تعلیم اور مذہبی رہنماؤں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جہاں دنیا کے کئی حصوں میں منفی رجحانات میں اضافہ ہورہا ہے وہیں ہندوستان بقائے باہمی کا ایک نمونہ ہے۔ انہوں نے رواداری اور بقائے باہمی کے علمی مظاہرے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ یہ محض کانفرنس تک محدود نہیں رہنا چاہئے بلکہ اس کو ہمیں اپنی زندگیوں میں بھی اتارنا چاہئے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں ہندوستانی مسلمانوں کی بھرپور تعریف کی اور انہیں جذبۂ قومیت سے سرشار قرار دیا اور کہا کہ وہ اس تنوع کا حصہ ہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر میں بار بار کثرت میں وحدت، تنوع کے احترام اور اس کو عملی زندگی میں اتارنے پر زور دیا۔ انہوں نے ہندوستان کے لیے تنوع کو عظیم اثاثہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ یہاں سے عالمی برادری کو بھی یہ پیغام جائے گا۔ جدید دنیا میں ہمیں اپنی تقدیر کی تشکیل کے لیے اتحاد کی ضرورت ہے۔ اور ہمیں ایک بہترین مستقبل کے لیے اپنا کردار ادا کرنا ہے۔ دنیا کے مسلمان اسلام کے حقیقی پیغام کے نمائندے بنیں۔ انہوں نے اسلام کو محبت، رواداری، اور مکالمہ کا مذہب قرار دیتے ہوئے کہا کہ مسلمان ان اقدار کو اختیار کریں۔ انہوں نے اپنی تقریر میں اقوام متحدہ ویانا اور دنیا کے مختلف ملکوں میں مختلف مذاہب عالم کے نمائندوں اور قائدین کے ساتھ اپنی ملاقاتوں اور تجربوں کا ذکر فرمایا اور تمام اصحاب ادیان وفرق کو ان پر عملی طور پر گامزن ہونے پر زور دیا۔

رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے سکریٹری جنرل نے سوامی وویکانند انٹرنیشنل فاؤنڈیشن کے آڈیٹوریم میں گلوبل فاؤنڈیشن فار سویلائزیشنل ہارمنی کے عنوان سے منعقدہ ایک دوسرے پروگرام میں مذکورہ حقائق کو دہرانے کے ساتھ ساتھ کہا کہ جب ہمارے درمیان رابطے کا فقدان ہوتا ہے تو بہت سے مسائل شروع ہوجاتے ہیں، غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں، ایسے میں ضروری ہے کہ دنیا میں مکالمے کا آغاز ہو، ہر حالت میں گفتگو کے لیے پل بنائے جائیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہمارا مذہب انسانیت ہے۔ ہم سب ایک ہی شجرۂ نسب سے ہیں۔ ہمارا ماننا ہے کہ ہم ایک ہی درخت کے مختلف حصے ہیں۔ نوجوانوں کو غلط تربیت اور معلومات سے بچانا۔ ایسے میں بین المذاہب مکالمہ ہی آگے بڑھنے کا واحد راستہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ غلط رویوں کی وجہ سے ایک دوسرے کے درمیان فاصلے بڑھ گئے اور یہ تشدد اور دہشت گردی کو جنم دینے کا باعث ہے۔ تہذیبی تصادم کو روکنے کے لیے

ہمیں بچپن سے ہی اگلی نسل کی حفاظت اور رہنمائی کرنی ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ دہشت گردی کو فروغ دینے والے اسباب سے بچنا ہوگا۔ جو غلط تصورات، نفرت انگیز نظریات، اور تشدد دہشت گردی کی طرف لے جانے کا سبب بنیں ان سے دور رہنا ہوگا۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ میری مختلف تنظیموں اور ہندوستانی اداروں اور رہنماؤں سے بہترین ملاقات رہی اسے عملی طور پر پیش کرنے اور تہذیبوں کے تصادم اور مذہبی منافرت سے بچنے کی ضرورت ہے۔

عزت مآب ڈاکٹر محمد بن عبدالکریم العیسیٰ حفظہ اللہ کے ان گراں قدر بیانات اور خیالات سے ان کے مشن اور پروگرام کی عظمت وافادیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ انہوں نے جو بات کہی صاف ستھری کہی اور اسلامی مبادی واساس اور زمینی حقائق پر مبنی کہی۔ جس کے اثرات یہ دیکھنے کو ملے کہ بلا تفریق مذہب ومسلک ملک کی چوٹی کے دانشوران اور دینی وملی تنظیموں کے رہنماؤں اور دھرم گروؤں نے ان کی باتوں کو غور سے سنا اور ان کی پذیرائی کی۔ اللہ کرے رابطہ عالم اسلامی کے سکریٹری جنرل کا یہ دورہ بین مذہبی یکجہتی، اتحاد، رواداری، بقائے باہم، انسانی اقدار کے تحفظ، امن وشانتی کے قیام اور مذہبی منافرت اور دہشت گردی وتشدد کے خاتمے کا پیش خیمہ ثابت ہو اور میر عرب کو وحدت کی لے پھر سے سننے اور نخلستان عرب سے میثاق مکہ کی صورت میں امن وانسانیت کا پیغام ملنے کا سنہری و شیریں سلسلہ دراز سے دراز ہوتا جائے۔

سکریٹری جنرل وفقہ اللہ وسدد خطاہ خادم حرمین شریفین شاہ سلمان بن عبدالعزیز اور ولی عہد محمد بن سلمان حفظہما اللہ کی توجیہات وارشادات اور وسیع اسلامی تعلیمات کی روشنی میں امن واتحاد کا پیغام عام کرنے پر سب کی طرف سے مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ہم وطن عزیز میں ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ اور مہمان ومیزبان دونوں کو مبارکباد دیتے ہیں۔

....

الحمد للہ موسم حج بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ گزشتہ سالوں کے مقابلے میں امسال ضیوف الرحمٰن حجاج کرام کی کثرت رہی۔ دنیا بھر کے ایک سو ساٹھ ممالک سے تقریبا ۱۸ لاکھ ۴۵ ہزار حجاج کرام نے اطمینان وسکون اور اخوت و بھائی چارہ اور روحانیت کے ماحول میں فریضہ ومناسک حج ادا کیا۔ مقامی حجاج کی تعداد ایک اندازے کے مطابق دس لاکھ سے متجاوز تھی۔ حکومت مملکت سعودی عرب نے حاجیوں کی متوقع کثرت کے پیش نظر ان کے استقبال اور رہائش آمد ورفت کے لیے نہایت وسیع اور چست ودرست انتظامات کیے تھے۔ ٹریفک کی بلا رکاوٹ روانی اور مقدس مقامات کی طرف جانے والی سڑکوں اور شاہراہوں کی حفاظت اور معیار کو یقینی بنانے کے لیے جدید ٹکنالوجی اور ڈرونز کا استعمال کیا گیا تھا۔ منی میں حاجیوں کے لیے تمام تر سہولتوں سے آراستہ دنیا کی سب سے بڑی خیمہ بستی بسائی گئی۔ مسجد نمرہ سے خطبہ حج کو اردو سمیت بیس زبانوں میں نشر کیا گیا جسے دنیا کے تقریبا ۵۰ لاکھ لوگوں نے سنا۔ خطبہ حج میں رکن سپریم علماء کونسل شیخ ڈاکٹر یوسف بن محمد بن سعید حفظہ اللہ نے آپسی اتحاد و اتفاق، انسانی بھائی چارہ اور عقیدہ توحید کو اختیار کرنے اور کتاب وسنت کو حرز جان بنانے پر زور دیا۔ شریعت کو اختلاف سے نکلنے کا واحد راستہ بتایا اور کہا کہ اللہ کے نزدیک ساری مخلوقات ایک جیسی ہے۔ سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

امسال کے حج کی ایک بڑی خصوصیت یہ رہی کہ اس قدر بڑے مجمع کے باوجود کسی بھی مرحلے میں کسی طرح کے ناخوش گوار واقعہ یا بدانتظامی کی خبر موصول نہیں ہوئی اور سب نے اعلیٰ وارفع انتظامات کے تحت مامون ومصئون اور آرام دہ حج ادا کر کے دنیا کی واحد رفاہی وانسانی حکومت اور اس کے فرمانروا اور حکام وعوام کے لیے دعائیں کیں اور خوش وخرم بادیدہ پرنم اپنے وطن مالوف کو لوٹ گئے۔ اور اس طرح یہ موسم حج بحسن وخوبی تاریخی کامیابیوں اور فتح مندیوں سے ہمکنار ہوتے ہوئے اختتام پذیر ہوا۔

بندہ احقر عاجز وفقیر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے امسال حج بیت اللہ کی سعادت سے بہرور ہوا۔ خادم حرمین شریفین ملک سلمان بن عبدالعزیز آل سعود حفظہ اللہ وایدہ بنصرہ العزیز نے دنیا بھر کی تقریبا پانچ ہزار شخصیات اور افراد کو اپنی ضیافت اور خرچ پر حج کرایا۔ ہندوستان سے بھی ان خصوصی شاہی مہمانوں کی بڑی تعداد نے حج کی سعادت حاصل کی۔ فلسطین کے شہداء کے خاندانوں اور مختلف محاذوں اور سرحدوں پر شہید ہونے والوں اور علماء وقائدین، وزراء، رؤساء جمعیات وجماعات، سربراہان مراکز وجامعات اور ملکوں کے حکمران وزعماء نے بھی ضیوف خادم الحرمین بننے پر دلی مسرت کا اظہار کیا۔ ان سے ملاقاتوں اور ان سے گفتگو اور تقریبا دو ہفتہ تک مسلسل مختلف ومتنوع ملاقاتوں اور مناسک حج کے دوران مصاحبت ورفاقت ومجالست اور ہم کلامی وہم طعامی کے دوران ایک

ہی بات سب سے زیادہ موضوع سخن رہی کہ حج وحجاج کرام کے لیے جو جتن ، محنت، ہم وغم اور تیاری وفدا کاری سعودی عرب کے بادشاہ سلمان بن عبدالعزیز اور ولی عہد محمد بن سلمان کر رہے ہیں اور اس کے لیے انہوں نے اپنی پوری مملکت اور مال ورجال وقف کردیئے ہیں۔ وہ عدیم النظیر ہے اور جب بار بار کی ملاقاتوں میں حتی کہ خصوصی دسترخوانوں پر جو چند ضیوف خادم حرمین شریفین کے اعزاز میں سجایا گیا تھا عالی جناب ڈاکٹر عبداللطیف بن عبدالعزیز آل الشیخ وزیر برائے اسلامی امور نے حج انتظامات واہتمامات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ حکومت، حج کے ختم ہوتے ہی اگلے حج کے لیے اپنے تمام وسائل وذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے اور ماضی کے تجربات ومشاہدات ومرئیات کا تحلیل وتجزیہ کرتے ہوئے آئندہ حج کی تیاری شروع کردیتی ہے۔

ان خصوصی مہمانوں کے علاوہ حرمین میں تمام حجاج کے لیے بھی جو سہولتیں، جو تیاریاں، جو توسیعات جو نصائح ورہنمائی، جو کھانے پینے، رہنے کی فراوانی وآسانی، صفائی وستھرائی اور ہر سطح پر انتظامات تھے اس کو بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ اس پر اللہ کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ اس کے لیے مملکت سعودی عرب کی حکومت اور تمام علماء وعوام شکریہ کے مستحق ہیں۔ اور ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو دنیا وآخرت میں اس کا بہترین صلہ عطا فرمادے۔ یہ جذبات وتاثرات ودعا تمام ہی کے زبان پر جاری تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حج کو مبرور اور مقبول بنائے۔ اور حرمین کے خادمین کرام، معزز وزراء اور علماء وعوام وحجاج کو حج کی کامیابی پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

....

دیش میں اس وقت یکساں سول کوڈ کے لیے لاء کمیشن نے بھارت واسیوں کی رائے جاننے کے لیے وقت متعین کیا ہے۔ بھارت میں یکساں سول کوڈ کے لیے متعدد بار استعمار کے زمانہ سے ہی آواز اٹھتی رہی ہے۔ آئین کی بعض دفعات کے حوالہ سے سوال وجواب کا بھی سلسلہ جاری رہا ہے۔ نقد وتبصرہ بھی ہوتے رہے ہیں اور بہت کچھ کہا اور لکھا بھی جاتا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں نرم وگرم اور ابہام وایضاح کے علاوہ صاف صاف باتیں اور تحریریں بھی آتی رہی ہیں۔ بعض تحریریں ماضی میں بھی بہت مثبت انداز کی آتی رہیں۔ اور عوام وحکام کے درمیان اس کے چرچے بھی رہے ہیں۔ آئین کی متعدد دفعات میں مذہبی اور اخلاقی شرعی آزادی کا جو ذکر ہے اور ہمارے وطن عزیز میں جو رنگا رنگ ماحول ومعاشرے ہیں ان سب کی روشنی میں اور مذہبی آزادی جو ہر ہندوستانی کا دستوری حق ہے۔ لہٰذا یہ یکساں سول کوڈ کا محل وماحول بالکل نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں پروقار لاء کمیشن اور ہمارے حکمرانوں کو غور کرنا چاہئے اور سب کو خصوصا مسلمانوں کو اشتعال انگیز، سخت اور حساسیت اور چیلنج والے اسلوب سے بچتے ہوئے اس کے عدم نفاذ کے سلسلے میں سجھاؤ دینا چاہئے اور اس کے اثرات اور مضمرات اور آزادی فکر ونظر جس کو ہمارا دستور ہر شہری کو دیتا ہے اسے پوری سنجیدگی اور امن وشانتی سے طلب کرنا چاہئے۔

یکساں سول کوڈ کے تناظر میں ہمارے پرسنل لاء کے نفاذ کی راہ میں حائل رکاوٹوں اور شبہات وخدشات اور اس کے مضمرات پر بھی سنجیدگی سے غور وفکر کرنا اور اسے عمل کے دائرے میں لانا چاہئے۔ تعدد ازدواج کے فوائد وفلسفے کو، خصوصا آج جبکہ بڑی تیزی سے مختلف وجوہات سے عورتوں اور بیواؤں کا روز افزوں اضافہ ہے اور کنواری لڑکیوں کا گھروں میں بیٹھی رہنا اس پر مستزاد ہے، کی روشنی میں سمجھنا نیز مسلم امہ میں تعدد ازدواج کے ہوّا اور پروپیگنڈہ کو بھی پیش نظر رکھنا چاہئے۔ صرف ایک چھوٹی سی بستی میں مختلف عمر کی تقریبا تیس بیوائیں موجود ہیں جن کے نان ونفقہ اور سکنی کے علاوہ ان کی اخلاقی وفطری ضرورتیں ہیں اور ان پر ہزار کنٹرول کے باوجود اخلاقی ومعاشرتی مسائل اور خرابیاں پیدا ہونے کے خدشات بڑھ رہے ہیں۔ طلاق کا مسئلہ بھی قرآن وحدیث کے تناظر میں صحیح طور پر ارباب حل وعقد، عوام اور ملک وملت کے سامنے نہ آنے کی وجہ سے بدگمانیاں اور مشکلات پیدا ہوئیں۔ حلالہ کا حیا سوز مسئلہ بھی کسی کے حلق سے نہ اترا تھا نہ اترا اور یہ ہمارے مسلم پرسنل لاء کے خلاف گیا۔ متبنی کے مسئلہ میں صحیح اسلامی اسپرٹ اور صورتحال سامنے ہرگز نہیں لائی جاسکی۔ دیگر شادی بیاہ خصوصا وراثت کا مسئلہ اسلام کا ایسا فطری، سادہ، معتدل اور مبنی برانصاف ہے کہ اگر دنیا جان لے تو اسی کا ہوکر رہ جائے چہ جائیکہ اس کو بدلنے یا یکسانیت کے نام سے چھیڑنے اور بدنام کرنے کی سعی کرے۔ لہٰذا اس جانب بھی خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

☆☆☆

ترجمہ وتقدیم: اصغرعلی امام مہدی سلفی

میثاق مکہ مکرمہ

’’میثاق مکہ مکرمہ جس کا اجراء کعبہ شریف کے زیر سایہ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے زیر اہتمام مکہ مکرمہ کانفرنس منعقدہ ۲۲ تا ۲۴ رمضان المبارک ۱۴۴۰ ہجری مطابق ۲۷ تا ۲۹ مئی ۲۰۱۹ء میں ہوا جس میں تمام اسلامی ممالک سے تعلق رکھنے والے ستائیس مسالک ومشارب کے بارہ سو سے زائد علمائے کرام ومفتیان عظام اور پینتالیس سو سے زائد مسلم دانشوران شریک ہوئے جنھوں نے دستاویز کے تمام مندرجات کی توثیق کی۔اس اہم کانفرنس میں ناچیز کو بھی مداخلات وتعلیقات کے ذریعہ شرکت کا موقع ملا۔چونکہ یہ میثاق مکہ مکرمہ عزت مآب ڈاکٹر محمد بن عبدالکریم العیسیٰ حفظہ اللہ کے دور امانتِ عامہ میں ان کی سعی سے سعودی فرماں روا شاہ سلمان بن عبدالعزیز آل سعود حفظہ اللہ ورعاہ اور ولی عہد محمد بن سلمان آل سعود حفظہ اللہ کی طرف سے جاری ہوا تھا،اس لئے اس کی ہمہ جہت افادیت کے پیش نظر اس کا خلاصہ ڈاکٹر موصوف کے دورۂ ہندوستان کی مناسبت سے شائع کیا جارہا ہے۔اس کی اہمیت کے لئے بس یہی کافی ہے کہ خطبۂ حجۃ الوداع اور میثاق مدینہ منورہ جو انسانیت کی فلاح وبہبود اور امن وشانتی اور بھائی چارہ کے لئے تاریخ کا سب سے بڑا اور اہم چارٹر تھا، یہ اس کا چربہ وتوضیح ہے اور اللہ کے نبی ﷺ کا اسلام کے کامل اور اکمل ہونے کے بعد بھی یہ فرمانا کہ کہ امن وشانتی اور حق وانصاف کی خاطر عبداللہ بن جدعان کے مکان میں جو حلف الفضول ہوئی تھی اور میں جس میں شریک ہوا تھا،اگر انھی مقاصد کے تحت آج دور اسلام میں بھی اس طرح کی کمیٹی میں شرکت کی مجھے دعوت دی گئی تو اس میں شریک ہونا میرے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔‘‘ (اصغرعلی امام مہدی سلفی)

(۱) بنونوع انسان کی اصل تکوینی اختلافات کے باوجود ایک ہے اور سب انسانی اعتبار سے برابر ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:’’يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُواْ رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيرًا وَنِسَاء وَاتَّقُواْ اللَّهَ الَّذِي تَسَاءلُونَ بِهِ وَالأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا‘‘(سورۃ النساء: ۱) ’’اے لوگو!اپنے پروردگار سے ڈرو،جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کرکے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں،اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بچو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔‘‘ اور اللہ تعالیٰ سب کو علی العموم مکرم بنایا ہے۔فرمانِ ربانی ہے:(وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا)(سورۃ الاسراء: ۷۰)’’اور یقیناً ہم نے اولادِ آدم علیہ السلام کو بڑی عزت دی اور انہیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر انہیں فضیلت عطا فرمائی۔‘‘

(۲) یہ وثیقہ مکہ ہر طرح کی نسل پرستانہ عبارات اور نعروں کو مسترد کرتا ہے اور خودساختہ شرافت کے وہم کی پیدا کردہ ناپسندیدہ برتری کے دعووں کی مذمت کرتا ہے کیونکہ حقیقی معنوں میں مکرم اور شریف انسان وہی ہے جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:(إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ)(سورۃ الحجرات: ۱۳)’’بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔‘‘ اسی طرح سب سے بہتر انسان وہ ہے جو لوگوں کے لئے سب سے زیادہ فائدہ رساں ہو۔حدیث شریف میں آیا ہے:(خیر الناس انفعھم للناس) (معجم الطبرانی) ’’سب سے بہتر انسان وہ ہے جو لوگوں کو سب سے زیادہ نفع پہنچانے والا ہے۔‘‘

(۳) لوگوں کے عقائد، ثقافتوں، طبیعتوں اور انداز فکر میں اختلاف تقدیر الٰہی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ مضمر ہے۔اس تکوینی سنت کا اقرار کرنا اور حکمت و دانائی کے ساتھ انسانوں سے اس طرح تعامل کرنا کہ ان کے مابین یکجہتی اور امن قائم ہو جائے، یہ باہم دشمنی اور تصادم سے ہزار درجہ بہتر ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:(وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ، إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ)(سورۃ ھود: ۱۱۸۔۱۱۹) ’’اور اگر آپ کا پروردگار چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی راہ پر ایک گروہ کر دیتا۔ وہ تو برابر اختلاف کرنے والے ہی رہیں گے۔بجز ان کے جن پر آپ کا رب رحم فرمائے، انہیں تو اس لئے پیدا کیا ہے۔‘‘ اس حقیقت کو بیان کرنا ہر حق پرست پر لازم ہے۔

(۴) انسانی معاشروں میں دینی اور ثقافتی تنوع آپسی تنازعہ اور ٹکراؤ کا جواز نہیں فراہم کرتا ہے بلکہ یہ مثبت تہذیبی اشتراک اور مؤثر رابطہ کی دعوت دیتا ہے جس سے سماج ومعاشرہ کے اندر باہم گفت وشنید، باہمی تفاہم اور تعاون کی راہ ہموار ہوتی

ہے اور یہ انسان کی خدمت کرنے، اسے ساحل سعادت سے ہمکنار کرنے اور ان کے مابین قدر مشترک تلاش کرنے اور اسے ایسی جامع شہری ریاست کی تعمیر کے لئے ابھارتا ہے جس کی اساس اعلیٰ اقدار، انصاف، جائز آزادی، باہمی احترام اور سب کے لئے بھلائی کی چاہت پر ہو۔

(۵) سبھی آسمانی مذاہب کی بنیاد ایک ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، ان ادیان کے شرائع ومناہج متعدد ہیں اور ان مذاہب کے ماننے والوں میں سے کسی کے لئے دین کو غلط سیاسی مساعی سے جوڑنا جائز نہیں ہے۔

(۶) تہذیبی مکالمہ ایک دوسرے کے ساتھ مساوی افہام وتفہیم تک پہنچنے، اس کے ساتھ مشترکات کو جاننے، بقائے باہم کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنے اور متعلقہ مسائل پر قابو پانے کا بہترین ذریعہ ہے، جو دوسرے کے وجود کے اعتراف اور ان کے تمام جائز حقوق کے لئے فائدہ مند ہے، بعینہ یہ مختلف طبقات کے درمیان انصاف کے حصول اور افہام وتفہیم کے لئے مفید ہے جو ان کے امتیازات کے احترام کو فروغ دیتا ہے اور یہ مہذب مکالمہ تاریخ کی دشمنیوں سے اٹے تعصّبات سے بالاتر ہوتا ہے جو نفرت اور سازشی تھیوری کی کوکھ سے پیدا ہوئے ہوتے ہیں، اور جو غلط رویوں اور طرز عمل میں شذوذ پسندی کو عام کرتے رہے ہیں، اس یقین کے ساتھ کہ صاحب تاریخ اپنے خود ذمہ دار ہیں، اور کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، خواہ اس کی بنیاد تاریخ کے کسی زمانے میں کسی بھی مذہب، فکر، سیاست یا قومیت کے نام پر رکھی گئی ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ) (سورۃ البقرۃ: ۱۳۴) ”یہ جماعت تو گزر چکی جو انہوں نے کیا وہ ان کے لئے ہے اور جو تم کروگے تمہارے لئے ہے۔ ان کے اعمال کے بارے میں تم نہیں پوچھے جاؤگے“۔ (قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَىٰ، قَالَ عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي فِي كِتَابٍ لَّا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنسَى) (سورۃ طہ: ۵۱-۵۲) ”اس نے کہا اچھا یہ تو بتاؤ کہ اگلے زمانے والوں کا حال کیا ہونا ہے۔ جواب دیا کہ ان کا علم میرے رب کے یہاں کتاب میں موجود ہے، نہ تو میرا رب غلطی کرتا ہے نہ بھولتا ہے۔“

(۷) مذاہب اور فلسفے اپنے پیروکاروں اور دعوے داروں کی غلطیوں سے بری ہیں بلکہ ان غلطیوں کا فلسفوں اور مذاہب وادیان سے تعلق نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ متعدد شریعتیں اصلاً ایک خالق کی عبادت، مخلوقات کو فائدہ پہنچا کر اس کا تقرب حاصل کرنے اور شرافت انسانی کی حفاظت اور اس کے اقدار کی مضبوطی اور مثبت خاندانی اور معاشرتی تعلقات کے تحفظ کی دعوت دیتی ہیں۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: (إنما بعثت لاتمم صالح الاخلاق) ”مجھے عمدہ اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے“ (مسند احمد)

(۸) انسانیت اور انسانی آبادی کو تباہی و بربادی سے بچانے، انسانیت کی بھلائی اور نفع رسانی کی غرض سے باہمی مدد کے لئے ایک ایسے موثر عالمی اتحاد کی ضرورت ہے جس کی اساس بے فائدہ نظریات اور کھوکھلے نعروں کے بجائے ٹھوس انسانی اقدار پر ہو، ورنہ ثقافتی عدم توازن کی وجہ سے دہشت گردی اور غارت گری کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔

(۹) نفرت کو فروغ دینے والوں اور تشدد و دہشت گردی اور تہذیبی تصادم کی حوصلہ افزائی کرنے والوں کے خلاف قانون سازی ضروری ہے تاکہ دینی اور نسلی تنازعات کے اسباب پر قدغن لگایا جاسکے۔

(۱۰) مسلمانوں نے اپنے انوکھے اور گراں قدر تجربے کے ذریعہ انسانی تہذیب کو مالا مال کیا ہے اور آج بھی وہ گلوبلائزیشن کی مار کی وجہ سے اخلاقی، سماجی اور ماحولیاتی اقدار کے بحرانوں سے گزر رہی انسانیت کو بچانے کے لئے مثبت کردار ادا کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔

(۱۱) دہشت گردی اور ظلم وجبر کا مقابلہ اور قوموں کی صلاحیتوں کے استحصال اور انسانی حقوق کی پامالی کی روک تھام تمام لوگوں کی ذمہ داری ہے۔ اس میں کسی طرح کا امتیازی سلوک اور جانب داری جائز نہیں ہے۔ عدل وانصاف پر مبنی اقدار تفریق پسندی کو قبول نہیں کرتیں۔ ظلم کا خاتمہ، مسائل کے منصفانہ حل، عدل وانصاف کی فراوانی اور اس کے لئے عالمی رائے عامہ کو ہموار کرنا ایک ایسی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ جس میں ادنیٰ ہچکچاہٹ، پس وپیش کرنا اور لیت ولعل سے کام لینا روا نہیں ہے۔

(۱۲) جس ماحول میں ہم جی رہے ہیں یہ عظیم خالق کا انسانیت کے لئے عظیم تحفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے آسمانوں اور زمینوں کی ساری چیزوں کو مسخر کر رکھا ہے۔ قدرتی وسائل کا غلط استعمال، ان کی بربادی اور آلودگی جادۂ حق سے تجاوز اور آئندہ نسلوں کی حق تلفی کا نتیجہ ہے۔

(۱۳) تہذیبوں کے تصادم کو موضوع سخن بنانا، ٹکراؤ کی طرف لوگوں بلانا یا کسی دوسرے سے ڈرانا علاحدگی پسندی کے مظاہر میں سے ہے۔ نسل پرستی کی کوکھ سے پیدا ہونے والی برتری اور منفی ثقافتی غلبہ اور عجب پسندی بہرحال فکری کم ظرفی اور منہجی گمراہی ہے یا پھر احساس کمتری کا اعتراف کہ ان کی تہذیب چونکہ انتہائی کمزور بنیادوں پر کھڑی ہے لہذا اس کو فروغ دینے کے لئے طاقت کے استعمال اور تصادم

کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔

(۱۴) تنازع اور ٹکراؤ/منافرت کی تخم ریزی کرتے ہیں اور قوموں اور جماعتوں کے درمیان دشمنی کو جنم دیتے ہیں خصوصاً مذہبی اور نسلی تنوع والی ریاستوں میں یہ پرامن بقائے باہم اور قومی یگانگت کے راستہ میں رکاوٹ اور تشدد و دہشت گردی کے لئے خام مال فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

(۱۵) ''اسلاموفوبیا'' اسلام کی حقیقت سے ناآشنائی، اس کی ثقافتی تخلیق اور اس کے بلند ترین مقاصد سے لاعلمی کی پیداوار ہے اور اسلام کے حقیقی علم کے لیے ایک ایسے معروضی وژن کی ضرورت ہوتی ہے جو پہلے سے ذہن میں موجود تصورات سے چھٹکارا پاتا ہو، تاکہ اسے سمجھا جا سکے۔اس کے ماخذ اور اصولوں پر غور کرکے، نہ کہ ان غلطیوں اور ناعاقبت اندیشیوں سے جڑے رہتے ہوئے جن کا ارتکاب خود کو اسلام کی طرف غلط طور پر منسوب کرنے والے اصحاب شذوذ کی طرف سے کیا جاتا ہے۔

(۱۶) اعلیٰ اخلاقی اقدار کی ترویج اور بلند سماجی اخلاق و برتاؤ کی حوصلہ افزائی ہر شخص کی ذمہ داری ہے۔اسی طرح اخلاقی، معاشرتی اور خاندانی چیلنجز کا اسلامی تعلیمات اور مشترکہ انسانی اقدار کی روشنی میں حل میں تعاون بھی ہر فرد کی ذمہ داری ہے۔

(۱۷) شخصی آزادی کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ مسلمہ انسانی اقدار پر زیادتی کی جائے اور سماجی نظام کو تہ و بالا کیا جائے کیونکہ آزادی اور انارکی کے درمیان فرق ہے۔شخصی آزادیوں کو عوامی اخلاقی اقدار، دوسروں کی آزادی، دستور، ریاست اور عوامی شعور اور معاشرتی شائستگی کی حدود پر روکنا ہوگا۔

(۱۸) دوسرے ملکوں کے داخلی معاملات میں مداخلت ناقابل قبول ہے۔خاص طور سے معاشی و دیگر عزائم کے پیش نظر سیاسی تسلط پر مبنی اسالیب اختیار کرکے یا فرقہ وارانہ خیالات کی تخم ریزی کرکے یا مقامی محل وقوع، حالات اور خاص رسم و رواج پر فتوے جاری کرنے کی کوشش کرتے ہوئے۔بہرحال کسی ملک کے داخلی معاملے میں مداخلت بہرصورت درست نہیں ہے چاہے اس کے پیچھے عزائم نیک ہی کیوں نہ ہوں۔مگر ہاں اگر کوئی دوسرا ملک رسمی طور پر کسی ملک سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ باغی، انقلابی یا فسادی کی سرکوبی کرنے میں یا مصیبت زدوں کی مدد اور رفاہی عمل اس کا تعاون کرے تو اس کی مدد کرنا درست ہے۔

(۱۹) عالمی سطح پر کامیاب ترقیاتی کاموں کے تجربات کے ذریعہ کرپشن کی تمام اقسام کی روک تھام، احتساب کے اصول پر مکمل شفافیت کے ساتھ عمل درآمد اور صارفین کے طریقۂ کار میں تبدیلی کے لئے جدوجہد جو ترقی کے پروگراموں میں رکاوٹ اور صلاحیتوں اور دولت کے ضیاع کا سبب ہیں ایک مثالی نمونہ ہے۔

(۲۰) مسلم معاشرے کی حفاظت تعلیمی و تربیتی اداروں، ان کے نصاب تعلیم، اساتذہ اور متعلقہ آلات، اور موثر پلیٹ فارمس، خاص طور سے جمعہ کے منابر اور سول سوسائٹیز کے ادارے وغیرہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کے مذہبی جذبات کو شعور بخشیں، ان کا ہاتھ پکڑ کر راہ اعتدال اور معتدل فکر و خیال کی طرف لائیں اور بڑھتے ہوئے سازشی نظریات اور مذہبی و ثقافتی تصادم اور امت میں مایوسی کی بیج بونے اور دوسرے کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا کرنے سے روکیں۔

(۲۱) انسانیت کی بنیاد پر تمام مذہبی، نسلی اور ثقافتی دھڑوں کے درمیان بقائے باہم کا حصول اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ تمام عالمی رہنما اور بین الاقوامی ادارے ایک دوسرے کا تعاون کریں اور سیاسی، اقتصادی یا انسانی امداد کے وقت مذہبی، نسلی یا دیگر کسی بنیاد پر ان میں امتیاز نہ برتا جائے۔

(۲۲) جامع شہریت قومی تنوع کے لئے اسلامی عدل کے اصولوں کا مظہر ہے، اس میں آئین اور قومی شعور کے متفقہ یا اکثریت والے نظام کا احترام کیا جانا چاہئے۔یہ ذمہ داری جس طرح ریاست کی ہے اسی طرح شہریوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ ریاست کے ساتھ وفاداری کریں اور اس کے امن و معاشرتی سلامتی اور مقدسات کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھیں۔یہ متبادل حقوق اور منصفانہ حقوق کے تناظر میں ہو اور اس میں دینی اور نسلی اقلیات دونوں شامل ہوں۔

(۲۳) عبادت خانوں پر حملہ ایک مجرمانہ عمل ہے۔اس کی روک تھام کے لئے قانون سازی اور مضبوط سیاسی قوت ارادی اور سیکوریٹی کی ضمانت مطلوب ہے۔اسی طرح انتہاء پسندانہ نظریات کو ہوا دینے والی سرگرمیوں کو روکنا از حد ضروری ہے۔

(۲۴) بھکمری، غربت، بیماری، جہالت، نسلی امتیاز اور ماحولیاتی تباہی کے خلاف اقدام اور پروگراموں کا فروغ تمام اداروں کے ذمہ داران کی یکجہتی پر منحصر ہے، خواہ وہ ادارے حکومتی ہوں یا وہ قومی، نجی یا انسانی ہمدردی کے عمل، انسانی عظمت اور اس کے حقوق کی حفاظت سے متعلق ہوں۔

(۲۵) اللہ تعالی کی مقرر کردہ حدود کے دائرے میں خواتین کو بااختیار بنانا ان کا حق ہے۔مذہبی، علمی، سیاسی، سماجی یا دیگر امور میں ان کے کردار کو محدود کرنا، ان کی توہین کرنا یا ان کی شان میں گستاخی کرنا یا ان کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بننا درست نہیں ہے خصوصا کسی مستحق منصب کے حصول میں انہیں امتیازی سلوک کا نشانہ نہ بنایا جائے، تنخواہ اور مواقع میں مساوات برتا جائے اور یہ سب ان کے ماحول کے مطابق

اوران کی کارکردگی کے مطابق ہو، انصاف کے حصول میں خصوصا خواتین کے لئے رکاوٹ بننا ایک معاشرتی ظلم ہے۔

(۲۶) بچوں کی صحت، تربیتی اور تعلیمی دیکھ بھال خاندان کے ساتھ متعلقہ ممالک، اداروں اور قومی و نجی کمیشنوں کی اہم ذمہ داری ہے۔خصوصا ان کی فکراورسوچ کی بالیدگی کے لئے جدوجہد جوان کے ذہن کووسیع اوران کی صلاحیتوں میں اضافہ کرے اوران کی تخلیقی صلاحیتوں کو پروان چڑھائے اورایک دوسرے سے رابطہ کرنے کی قوت پیدا کرے اورانحراف سےان کی حفاظت کرے۔

(۲۷) مسلم نوجوانوں کی شناخت، ان کے پانچوں بنیادی ستونوں دین، وطن، کلچر، تاریخ اورزبان کے ساتھ مضبوط بنانااوردانستہ یانادانستہ طور پران چیزوں کوضائع ہونے سے بچانااس بات کا متقاضی ہے کہ نوجوانوں کوتہذیبی تصادم پر ابھارنے والےنظریات، مخالفین کے خلاف منفی جذبات، فکری انتہاء پسندی اورتشدداوردہشت گردی سے بچایا جائے اوران کے اندردوسروں کے ساتھ شعوری طور پرکمیونیکیشن کی مہارت پیدا کی جائے جواسلام کے وسیع افق اوردلوں کوجوڑنے کے آداب پرمبنی ہو، خاص طور پر رواداری اور پرامن بقائے باہمی والے اقدار کے ساتھ جودوسرے کے وجودکوقبول کرے اوراس کی عزت اورحقوق کی رعایت کرے اوروہ جس سرزمین پر رہتاہوانسانی خاندان کےتصورات کےساتھ تعاون کرے۔

یہ ڈکلیریشن ایک عالمی فورم کے قیام کی ضرورت کومحسوس کرتا ہے جونوجوانوں سے متعلق ہوجس میں نوجوانوں کے درمیان ان کے مسائل سے متعلق مکالمہ ہو، مباحثہ ہواورعلمی وتربیتی ذوق کے ساتھ ان کے تمام اشکالات کومکمل وضاحت اور صراحت کے ساتھ بیان کئے جائیں۔مکالمےاورمباحثے کےاس عمل میں ان کی عمر اورجذبات کاخصوصی خیال ازحدضروری ہے۔

(۲۸) تمام نظریاتی تجاویز، اقدامات اور پروگرامس اوران کی رسمی علامات کوٹھوس اورمثبت نظام کے ذریعہ جس کے اندرسنجیدگی اورمتانت ہونافذ کیاجائے اور بے جااسراف اورفضول خرچی سے بچاجائے، خاص طور پر بین الاقوامی امن وسلامتی کے حوالہ سے اوراجتماعی قتل عام، نسل کشی، جبری ہجرت، انسانی اسمگلنگ اورغیرقانونی اسقاط حمل کےطریقوں کی مذمت کی جائے۔

(۲۹) امت مسلمہ اوراس کے دینی و دیگر متعلقہ امور کے بارے میں صرف علمائے راسخین ہی اجتماعی صورت میں کسی فیصلے کے مجاز ہیں۔مفاد عامہ کے لئے دینی اورانسانی امورمیں بلاکسی نسلی اورمذہبی تفریق کے سب کی شرکت ضروری ہے۔

☆☆☆

شرائط حصول تصدیق نامہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

(۱)وہ طلباء جواعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بیرونی جامعات میں داخلے کے خواہش مند ہوں اورانہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا توصیہ مطلوب ہو وہ درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، تعلیمی اسناد کی مصدقہ فوٹو کاپی دواساتذہ کا تزکیہ اورصوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا تزکیہ دفتر میں جمع کریں۔ مذکورہ معلومات وکاغذات کی روشنی میں غورکرنے کے بعد ہی توصیہ جاری کیا جائے گا۔

(۲)وہ ذمہ داران معاہدومدارس وجامعات جنہیں حصول تعاون کے لیے مرکزی جمعیت کا توصیہ یااس کی تجدید مطلوب ہو، درج ذیل شرائط کی تکمیل کے بعدتوصیہ حاصل کرسکتے ہیں:

(الف) ادارے کے لیٹرہیڈ پرتوصیہ کے لیے ذمہ دارادارہ کی جانب سے اصل درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔

(ب) متعلقہ صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا، امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت کے نام سفارشی خط یانئی تصدیق جس میں معیارتعلیم، تعدادطلبہ واساتذہ مذکورہو۔

(ج) جمعیت کے شعبۂ احصائیات برائے مدارس میں اندراج۔

(د) جمعیت کے آرگن پندرہ روزہ ’’جریدہ ترجمان‘‘ (اُردو)، ماہنامہ ’’اصلاح سماج‘‘ (ہندی)، نیز ماہنامہ ’’دی سمپل ٹروتھ‘‘ (انگریزی) کا ادارہ کے نام اجراءاورقدیم خریدارہونے کی صورت میں اس کے بقایاجات کی ادائیگی۔

(۳) علاوہ ازیں مرکزی جمعیت کی جانب سے سفارشی خطوط حاصل کرنے کے لیے ذمہ داران صوبائی وضلعی جمعیات ومعروف علماء کرام کی نئی تصدیقات کا پیش کیاجانا لازمی ہے۔درخواست دہندہ اپنے دستخط کے ساتھ نام اورعہدہ صاف صاف لکھیں۔کسی بھی قدیم تصدیق کی تجدید یااس میں حذف واضافہ کے لیے صوبائی جمعیت سے حاصل شدہ نئی اصل تصدیق کا پیش کیا جانا ضروری ہے بصورت دیگرکوئی بھی عذرمقبول نہ ہوگا۔

نوٹ: جوحضرات مرکزی جمعیت کی تصدیق کےخواہاں ہوں وہ کسی بھی قسم کی زحمت سے بچنے کے لئے رمضان سے قبل تصدیق حاصل کرلیں اوربذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے رجسٹری ڈاک خرچ نقدنیز جریدہ ترجمان، اصلاح سماج ودی سمپل ٹروتھ کے بقایاجات کی رسید کی فوٹوکاپی ارسال کرنانہ بھولیں۔

دفتر نظامت عامہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

ڈاکٹر محمد بن عبدالکریم العیسی - حیات وخدمات

مولانا محمد اظہر مدنی
رئیس جامعہ ابوبکر صدیق الاسلامیہ، بہار/ دہلی

عالم اسلام کے دینی وروحانی مرکز اور سعودی عرب کی بااثر غیر سرکاری عالمی تنظیم رابطہ عالم اسلامی کے سکریٹری جنرل اور بین الاقوامی مذہبی ہم آہنگی کے علمبر دار، معروف اسلامی اسکالر عزت مآب ڈاکٹر محمد بن عبدالکریم العیسی حفظہ اللہ کا وطن عزیز ہندوستان میں صمیم قلب سے استقبال ہے جو ہندوستان کے چھ روزہ دورے پر ہیں۔ڈاکٹر محمد بن عبدالکریم العیسی عالمی سطح پر دینی وعلمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں ہیں۔آپ سعودی عرب کے ایک ممتاز دینی رہنما ہیں اور اپنی اصلاح اور اعتدال پسندی کی وجہ سے پوری دنیا میں مشہور ہیں۔آپ نے بین المذاہب مکالمے کے انعقاد اور عالمی امن کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے اور یہ مبارک سلسلہ ہنوز جاری ہے۔وطن عزیز میں ان کا یہ قدوم میمنت لزوم اسی سنہری سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے۔

ڈاکٹر محمد بن عبدالکریم العیسی سعودی عرب میں ۹/جون ۱۹۶۵ء میں ایک مشہور ومقتدر علمی ودینی گھرانے میں پیدا ہوئے جو اپنی شرافت ونجابت کے لیے معروف ہے۔امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی ریاض سے اعلی تعلیم حاصل کی۔۱۴/فروری ۲۰۰۹ء کو سعودی عرب کے وزیر عدل اور ۲۰۱۶ء میں رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے سکریٹری جنرل بنائے گئے۔ڈاکٹر عبدالکریم العیسی اس کے علاوہ بھی متعدد اہم اداروں کے سربراہ رہے جن میں المجلس الاعلی للقضاء اور عرب ورلڈ لیگ کی مجلس امناء الجمعیہ العربیہ للقضاء الاداری قابل ذکر ہیں، 30 مارچ 2012 کو سپریم کونسل کے صدر اور پھر دیوان ملکی میں ایڈوائزر متعین ہوئے۔شاہ سعود یونیورسٹی میں قانون اور سیاسیات اور امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی میں اعلی عدالتی انسٹی ٹیوٹ کی فیکلٹی ممبر شپ اختیار کی۔ڈاکٹر عبدالکریم العیسی فی الوقت مرکز برائے ذمہ دار قیادت کے صدر کی حیثیت سے بھی خدمات جلیلہ انجام دے رہے ہیں جو عالمی سطح پر بااثر حکومت، میڈیا، عقیدہ، بزنس اور ملی لیڈروں کا ایک عالمی ادارہ ہے اور جو عالم اسلامی کو درپیش چیلنجز کو حل کرنے کے لیے باہم مل جل کر کام کر رہا ہے۔

ڈاکٹر محمد العیسی مجلس برائے عرب وزراء عدل کے اعزازی صدر اور رابطہ برائے جامعات اسلامیہ کے رئیس بھی ہیں۔آپ نے وزیر انصاف کی حیثیت سے عدلیہ کے اندر بہت ساری اصلاحات کیں جن کی خوب ستائش کی گئی۔آپ نے متعدد کتابیں بھی تصنیف کیں ہیں جن میں التاخیر واحکامہ فی الفقہ الاسلامی، احکام غیر المسلمین فی مجلس القضاء الشرعی، تأسیس الحکم القضائی، الصیاغۃ التنظیمیۃ وتطبیقاتہا فی المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، محاضن فی الفکر والمنہج اور الرقابۃ الدستوریۃ فی المملکۃ السعودیۃ العربیۃ قابل ذکر ہیں۔اول الذکر التاخیر واحکامہ فی الفقہ الاسلامی کو انہوں نے علامہ بکر ابوزید جیسے علماء ومفکرین ومورخین مشہورین کے زیر نگرانی لکھا اور علامہ رحمہ اللہ کے علوم وفنون سے خوب خوب استفادہ کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ عزت مآب ڈاکٹر محمد بن عبدالکریم العیسی ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہیں، آپ پوری دنیا میں مذہبی رواداری کے فروغ کے لئے کوشاں رہتے ہیں، اسلامی اعتدال پسندی اور میانہ روی کے عظیم مناد ہیں، آپ نے مذہب کے نام پر تشدد پسندی کے اس نازک دور میں دنیا کے مختلف مذاہب کے دھرم استھلوں، گرجا گھروں، مندروں اور دیگر مذہبی مقامات کے دورے کئے ہیں۔ بروقت دنیا کے اندر مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان غلط فہمی کی وجہ سے شدت پسندی اور عدم رواداری کی جو فضا قائم ہو رہی ہے اسے کس طرح کم کیا جاسکتا ہے اور اپنے مذہبی اقدار کی حفاظت کرتے ہوئے کیوں کر امن وسکون اور چین واطمینان کے ساتھ رہا جا سکتا ہے اس کے لیے ڈاکٹر موصوف شبانہ روز مساعی صرف کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر محمد بن عبدالکریم العیسی نہایت ہی قابل اور باصلاحیت شخصیت اور صاحب نظر انسان ہیں۔آپ نے متعدد یونیورسٹیز سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔فقہ اسلامی کا تقابلی مطالعہ آپ کی خصوصی دلچسپی کا موضوع رہا ہے۔مملکت سعودی عرب کے اندر اور اس سے باہر اسلامی فقہ اور عدالتی نظریات پر آپ نے متعدد لیکچرز دیئے، خصوصاً فوجداری قوانین اور اسلامی فقہ اور انسانی قوانین کے تقابلی مطالعہ کے موضوعات پر تقریریں کیں۔دنیا بھر میں مختلف اوقات میں مختلف سیاسی، فکری، انسانی حقوق اور تعلیمی اور مذہبی اداروں کے سربراہان سے بات چیت کی۔ملک وبیرون ملک کی بڑی یونیورسٹیوں میں متعدد اہم علمی رسائل کا مناقشہ کیا۔ آپ کی متعدد تالیفات، تحقیقات کے علاوہ بھی متعدد علمی خدمات ہیں آپ نے متعدد علمی وتحقیقی موضوعات اور قیام امن ورواداری سے متعلق ورک شاپس اور فقہی، قانونی، حقوق انسانی سے متعلق کانفرنسوں اور سیمیناروں میں شرکت کی۔

آپ کی ہمہ جہت علمی وفکری خدمات اور امن عالم اور مذہبی رواداری کے قیام کے لیے مساعی کے اعتراف میں آپ کو عالمی سطح پر متعدد اعزازات اور تمغوں سے نوازا گیا مثلاً حکومتی استشراق انسٹی ٹیوٹ روس کی جانب سے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری

عطا کی گئی، صدر جمہوریہ سینیگال کی طرف سے مذہبی میانہ روی اور انسانی اقدار، تہذیب ومذاہب کے پیروکاروں میں تعاون اور ہم آہنگی کے فروغ اور دنیا بھر میں انسانی بنیادوں پر اقدامات کی کوششوں کے اعتراف میں اعلی ترین حکومتی میڈل سے عزت افزائی کی گئی، سری لنکا کے صدر محترم نے عزت مآب ڈاکٹر محمد العیسی کو مشرقی ایشیاء میں ان کی امن کی کوششوں کے اعتراف میں عالمی امن تمغہ سے نوازا۔ ان کو رابطہ کی سپریم کونسل کے ان ستر اسلامی شخصیات میں سے منتخب کیا گیا جو تمام اسلامی ممالک میں سے کونسل کی رکنیت کے لئے منتخب ہوتے ہیں اور ان کا تعلق تمام اسلامی مکاتب فکر سے ہوتا ہے۔ اسی طرح آپ نے فرانس میں ادیانِ ابراہیمی کو متحد کرنے کے لئے کام کیا جس کو ابراہیمی کنبے کے لئے پیرس معاہدہ برائے یکجہتی وامن کا نام ملا جس میں یہودی، کیتھولک، ارتھوڈکس اور اسلامی قیادت جمع ہوئی۔ آپ متعدد مقامی اور بین الاقوامی علمی، قانونی اور انسانی حقوق کی تنظیموں اور اداروں کے رکن ہیں۔

آپ کو ملائشیا کی حکومت نے ایک بڑی شاہی تقریب میں سب سے بڑے اعزاز (داتو سری) سے نوازا۔ اسی طرح جمہوریہ سنگاپور نے بھی رواداری، بقائے باہمی اور فروغِ امن کی کوششوں کے اعتراف میں سرکاری تقریب میں آپ کی عزت افزائی کی۔ اسی طرح دیگر متعدد اسلامی اور عالمی ادارہ جات اور تنظیمات کی طرف سے دنیا بھر میں اعتدال ووسطیت کے فروغ کی کوششوں کے اعتراف میں آپ کی تکریم کی گئی۔

2018ء میں گلیلو انٹرنیشنل ایوارڈ کمیٹی نے آپ کو امن اور ہم آہنگی کے فروغ کی کوششوں کے اعتراف میں ایوارڈ سے نوازا۔ مملکت سعودی عرب میں اعتدال ایوارڈ کمیٹی نے میانہ روی کے فروغ کی کوششوں کے اعتراف میں آپ کو ایوارڈ سے نوازا۔ 2020ء میں مولانا مالک ابراہیم اسلامک اسٹیٹ یونیورسٹی، مالانگ کی طرف سے آپ کو دنیا میں اعتدال کے فروغ اور تشدد اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے اسلامی تہذیب میں اعزازی ڈاکٹریٹ عطا کی گئی۔ یونیورسٹی آف منیجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور کی طرف سے بھی اعزازی ڈاکٹریٹ کی ڈگری عطا کی گئی۔ الفابیکا یونیورسٹی، بلغراد کی طرف سے علوم میں اعزازی ڈاکٹریٹ کی ڈگری سے نوازا گیا۔ 27 مئی 2021ء کو اسلامی عالمی تنظیم برائے تربیت، علوم اور ثقافت (ایسیسکو) نے آپ کی مشترکہ اسلامی خدمات کے لیے کوششوں کے اعتراف، سیرت طیبہ میں تہذیبی اقدار کے فروغ، دنیا بھر میں مسلمانوں کے مسائل کے لئے بے حد تعاون اور عالمی امن کے قیام کے لئے خدمات کے اعتراف میں گولڈ میڈل سے نوازا۔ 5 جولائی 2021ء کو اقوام متحدہ کے مرکزی دفتر جنیوا میں اقوام متحدہ کے تعلیمی ادارے یونیورسٹی آف پیس کی طرف سے آپ کو ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری سے نوازا گیا۔ آپ کو یہ اعزاز بین الاقوامی سفارت کاری کی تائید، اقوام کے مابین دوستی اور تعاون کے فروغ اور نفرت کے خلاف آپ کی غیر معمولی کوششوں کے اعتراف میں دیا گیا۔

اسی طرح ملائیشیا کے بادشاہ کی طرف سے دنیا کی سب سے با اثر بین الاقوامی اسلامی شخصیت کے طور پر ''ہجرت نبویہ ایوارڈ برائے 2021'' سے نوازا گیا۔ جو آپ کی اسلام کی حقیقی تصویر، اس کے عظیم مشن کو دنیا کے سامنے پیش کرنے، اور اہل مذاہب اور تہذیبوں کے درمیان ہم آہنگی کے فروغ اور عالمی امن کے لئے آپ کے کردار اور کوششوں کا حسن اعتراف ہے۔

اسی طرح ''برج بلڈر'' ایوارڈ کمیٹی نے اپنے سالانہ عالمی ایوارڈ 2021م کے لئے آپ کو منتخب کیا ہے۔ آپ کو یہ ایوارڈ اہل مذاہب اور تہذیب کے درمیان تعلقات بہتر بنانے میں پُل کا کردار ادا کرتے ہوئے غیر معمولی اور قابل قدر خدمات کے اعتراف، اور اعتدال پسندی کی علامت اور انتہا پسند نظریات کا مقابلہ کرنے والی ایک سرکردہ عالمی قوت اور اقوام اور مذاہب کے درمیان امن وتعاون کے فروغ میں ایک واضح اور منفرد آواز کے طور پر دیا ہے۔ آپ کو جامعہ فطانی، تھائی لینڈ کی جانب سے قانون میں ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری سے نوازا گیا۔ آپ کو یہ اعزاز اسلامی میدان میں آپ کی خدمات کے اعتراف میں دیا گیا جہاں آپ کی کاوشوں نے اسلامی خدمات اور اسلامی تعلیمات کی حقیقت کو واضح کرنے میں نمایاں اثرات مرتب کئے۔

جمہوریہ مالدیپ کے صدر جناب ابراہیم صالح کی جانب سے اعلی حکام کی موجودگی میں ایک سرکاری تقریب میں جمہوریہ کے اعزازی تمغہ سے نوازا گیا۔ آپ کو یہ اعزاز اسلامی اتحاد کے لئے کاوش اور دنیا میں ہم آہنگی اور امن کے فروغ کے لئے دیا گیا۔ اسلامی جمہوریہ موریطانیہ کے صدر جناب محمد ولد الشیخ الغزوانی نے ڈاکٹر محمد العیسی کو اسلام کی حقیقی تصویر کو واضح کرنے کے لئے بین الاقوامی کاوشوں کے اعتراف میں ''نیشنل میرٹ میڈل'' سے نوازا۔ دسمبر 2022 میں ڈاکٹر العیسی کو اقوام متحدہ کی طرف سے آپ کی خدمات کے اعتراف میں عالمی سفیرِ امن ایوارڈ سے نوازا گیا۔ آپ کو یہ اعزاز دار الحکومت بانجول میں منعقدہ پُروقار عالمی تقریب میں جمہوریہ گیمبیا کے صدر کی جانب سے حاصل ہوا۔ - آپ کو اسی ماہ گیمبیا یونیورسٹی سے عالمی امن پر ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری سے بھی نوازا گیا۔ علاوہ ازیں ان کو بڑی بین الاقوامی کانفرنسوں اور تقریبات کا مہمان خصوصی، اور اسلام کی نمائندگی کرنے والے خصوصی مقرر کے طور پر منتخب کیا گیا۔

مختصر یہ کہ عزت مآب ڈاکٹر محمد بن عبد الکریم العیسی اپنی ہمہ جہت علمی وفکری شخصیت، عالمی امن ورواداری کے قیام اور مذہبی منافرت اور تشدد کے خاتمہ کے لیے مساعی، بین المذاہب مکالمہ کی قیادت، مختلف مذاہب وادیان اور عقائد کے رہنماؤں کے ساتھ خوشگوار تعلقات اور اسلامی اعتدال ووسطیت کے تعارف وفروغ کے لیے مبارک کوششوں کی وجہ سے عالمی سطح پر عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اس لیے آپ کے اس دورۂ ہند سے ان حوالوں سے خوش آئند توقعات وابستہ ہیں۔

مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی

رابطہ عالم اسلامی: ایک مختصر تعارف

ایک تنظیم جس کی اہمیت ہر مسلمان کے دل وجاں میں جاگزیں ہے، جو اسلامی تعلیمات کے فروغ واشاعت کے لئے ہمہ وقت مصروف عمل رہتی ہے اور مسلم دنیا کے لئے مشعل وراہ نما تنظیم کا کام کرتی ہے وہ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ ہے۔ یوں تو یہ تنظیم تمام مسلمانوں کی مشترکہ تنظیم ہے اور اس کے پلیٹ فارم سے جہاں دین اسلام کی تعلیم کو عام کیا جاتا ہے وہیں دوسری طرف یہ عالمی تنظیم مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے مابین مشترک اقدار کو تلاش کرنے اور باہم مل جل کر امن وشانتی سے رہنے کی تاکید کرتی ہے تاکہ مذہبی بنیادوں پر ٹکراؤ اور اختلاف اور فتنہ وفساد کی نوبت نہ آئے اور انسانی بھائی چارہ، ''بنی آدم اعضاء یکدگراند'' اور ''زیک جوہراند'' کے سبق کو دہرایا جائے۔

رابطہ عالم اسلامی مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن، ہماری عقیدتوں کا محور اور یادوں کا مرکز ہے۔ رابطہ عالم اسلامی (مسلم ورلڈ لیگ) ایک عالمی تنظیم ہے جس کے ارکان تمام اسلامی ممالک ومسالک سے ہیں۔ مرکزی دفتر مکہ مکرمہ میں واقع ہے جو اسلام کی حقیقت کو واضح کرنے اور اقوام کے مابین دوستی کے فروغ کیلئے کوشاں ہے۔

رابطہ کا قیام: سعودی عرب کے فرماں روا شاہ فیصل بن عبدالعزیز ایک پرہیزگار حکمراں اور انسانیت دوست موحد انسان تھے جو ملت اسلامیہ کی فلاح وبہبود اور اس کے اتحاد کے لئے ہمہ وقت مصروف رہا کرتے تھے۔ 14 ذی الحجہ 1381ھ بمطابق 18 مئی 1962ء میں ان کی کوششوں سے عالم اسلام کے ممتاز علماء اور داعیان دین کا ایک نمائندہ اجلاس مکہ مکرمہ میں طلب کیا گیا جس میں رابطہ عالم اسلامی کی بنیاد رکھی گئی۔ اس سے پہلے ۱۹۳۶ء میں مکہ مکرمہ میں ہی مسلم امہ کو درپیش مسائل پر غور وخوض کے لئے ایک نمائندہ کانفرنس منعقد کی گئی تھی جس میں ایسی ہی تنظیم کے قیام کی ضرورت محسوس کی گئی تھی۔ چنانچہ موتمر عالم اسلامی کے نام سے تنظیم قائم کی گئی جس کی کانفرنسوں میں وطن عزیز ہندوستان سے علامہ سید سلیمان ندوی، مولانا محمد علی جوہر، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اور علامہ اقبال جیسی شخصیات نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں امت اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ کے لئے تجاویز پیش کی گئیں۔ بعد میں مؤتمر کی جگہ رابطہ عالم اسلامی نے لے لی جو آج عالم اسلام کی ہمہ گیر اور وسیع ترین عوامی تنظیم بن چکی ہے۔ اس کے موجودہ جنرل ڈاکٹر محمد عیسیٰ حفظہ اللہ ایک علم دوست اور انسانیت نواز انسان ہیں۔ یہ پوری دنیا کی اسلامی این جی اوز اور نمائندہ شخصیات کا ایک بین الاقوامی فورم ہے۔

رابطہ کو کن عالمی تنظیموں میں نمائندگی حاصل ہے: رابطہ عالم اسلام نے اپنی ویب سائٹ پر جو معلومات فراہم کی ہیں اس کے مطابق رابطہ کی تنظیم بروقت اقوام متحدہ کی اقتصادی اور سماجی کمیٹی اور غیر حکومتی تنظیموں کی مجلس میں بطور مبصر رکن شریک ہوتی ہے۔ نیز اسلامی تعاون تنظیم کی سربراہی کانفرنسز، وزرائے خارجہ اور تنظیم کی تمام کانفرنسز میں بطور مبصر رکن شرکت کرتی ہے۔ اسی طرح رابطہ کو تربیت وتعلیم اور ثقافتی امور کی بین الاقوامی تنظیم (یونیسکو) اور بہبود اطفال کی بین الاقوامی تنظیم (یونیسیف) کی مستقل رکنیت حاصل ہے۔

رابطہ کے اہداف اور ان کے حصول کا طریقہ کار: رابطہ عالم اسلامی کے قیام کا مقصد دعوت دین، اسلامی عقائد وتعلیمات کی تشریح اور ان کے تعلق سے جنم لینے والے شکوک وشبہات یا اسلام دشمنوں کی طرف سے اٹھائے جانے والے اعتراضات کو بہتر ڈھنگ سے زائل کرنا اور اس عالمی تنظیم کے پلیٹ فارم سے مسلمانان عالم کے مصائب ومشکلات کو حل کرنا اور ان کی تعلیمی وثقافتی منصوبوں کی تکمیل کے لئے مالی تعاون اس کی ترجیحات میں شامل ہے۔ رابطہ ہر طرح کے تشدد سے بالاتر ہو کر اقوام عالم کو باہم گفت وشنید اور ڈائیلاگ کی دعوت دیتا ہے تاکہ مذہبی منافرت اور دھارمک جنون نہ پیدا ہو اور پھر دنیا دہشت گردی اور فتنہ وفساد کی آماجگاہ نہ بنے۔ رابطہ عالم اسلامی نے اپنی ویب سائٹ پر رابطہ کے اہداف اور اس کے حصول کا طریق کار کے ضمن میں جو کچھ لکھا ہے وہ درج ذیل ہے:

رابطہ اپنے اہداف کے حصول کے لئے ان ذرائع کا استعمال کرے گی جو شریعت اسلامیہ کے معارض نہیں جیسے:

(۱) قرآن کریم اور سنت مطہرہ کی روشنی میں اسلام اس کے حقائق اور اس کے روادارانہ اقدار کا تعارف

(۲) مسلم امت کے ذہن میں وسطیت اور اعتدال پسندانہ تصورات کو راسخ کرنا۔

(۳) امت مسلمہ کے مسائل کا حل اور تنازعات وخلافات کے عوامل کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنا۔

(۴) تہذیبی رابطہ کی اہمیت اور ثقافتی مکالمہ کو عام کرنا۔

(۵) مسلم اقلیات اور ان کے مسائل میں دلچسپی اور ان کے مسائل کے حل کے لئے مقامی حکومتی قوانین کے دائرے میں رہتے ہوئے رابطہ کرنا۔

(۶) موسم حج کا فائدہ اٹھاتے ہوئے دنیا بھر میں مسلمانوں کی سطح بلند کرنے کے لئے علمی حلول کے حصول کے لئے علماء مفکرین اور اداروں کے ذمہ داران کو جمع کرنا۔

(۷) امت کی اسلامی شناخت کی حفاظت اور دنیا میں اس کے اثر ورسوخ کا فروغ اور اس کی یکجہتی کو قائم رکھنا۔

جنرل سیکرٹریٹ: یہ تنفیذی ادارہ رابطہ کے معاملات اور سرگرمیوں کی براہ راست نگرانی کرتا ہے۔ اور سیکرٹری جنرل ،سیکرٹریز، معاونین، ملازمین اور منسلکین کی معاونت سے، رابطہ سپریم کونسل کی طرف سے جاری شدہ منصوبہ جات اور توجیہات پر عمل درآمد کرتا ہے۔

رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام منعقدہ کانفرنسوں میں زیر غور چند اہم مسائل: رابطہ عالم اسلامی ایک ہمہ گیر اور وسیع المقاصد تنظیم ہے جو دین اسلام کی نشر و اشاعت اور اس کی صحیح تشریح و توضیح ،مسلمانوں کی وحدت کو قائم و دائم رکھنے اور دنیا میں موجود مذاہب کے درمیان مشترکہ اقدار کو تلاش کر کے امن وسکون کی ترسیخ کے لئے قائم کی گئی ہے۔ مختلف اجلاسوں میں اتحاد اسلام کی اہمیت وضرورت اور غیر اسلامی افکار ونظریات سے اجتناب کی تجاویز پاس کی گئیں۔

حرمین شریفین کی عظمت، شعائر حج کی تقدیس اور مسلم حکمرانوں کا شعائر اللہ سے خاص تعلق، وحدت امت، دعوت الی اللہ، میثاق مکہ اور قضیہ فلسطین کے بارے میں تجاویز منظور کی گئیں۔ اس کے علاوہ بھی برما میں مسلمانوں پر ہو رہے مظالم اور کشمیر کے مسائل بھی زیر غور وخوض آچکے ہیں اور اس تعلق سے رابطہ عالم اسلامی اپنا بیان جاری کر چکا ہے۔ رابطہ تنظیمی اعتبار سے بہت مضبوط تنظیم تسلیم کی جاتی ہے اور بہت مضبوطی کے ساتھ اپنے کام کو انجام دیتی ہے۔

رابطہ کے کچھ شعبہ جات: رابطہ کے ماتحت جن شعبہ جات کی اب تک تشکیل کی جا چکی ہے ان میں اشاعت وترویج قرآن پاک کے لئے ایک کونسل ہے جو مسلمانوں کے بچوں میں قرآن سے الفت ومحبت اور لگاؤ پیدا کرنے کے لئے حفظِ قرآن پاک کا اہتمام کرتی ہے۔

اسی طرح تعلیمی کونسل بھی ہے جس کا کام دنیا بھر میں مسلم ممالک کے علاوہ مسلم اقلیتوں کے بچوں کی تعلیمی ضروریات کا خیال رکھتی ہے۔ اس ضمن میں جہاں نئے اداروں کی ضرورت ہے ان کے قیام کی جدو جہد کرنا اس کے پیش نظر ہے۔

اسی طرح چیریٹی فاؤنڈیشن، اقصیٰ مسجد فاؤنڈیشن، انٹرنیشنل اسلامک ریلیف آرگنائزیشن، قرآن وسنت کے سائنسی انکشافات اور نشانیوں پر کمیشن، ورلڈ سپریم کونسل برائے مساجد، الفقہ کونسل کی شکل میں کمیٹیاں رواں دواں ہیں۔

رابطہ عالم اسلامی کی مجلس حاکمہ: ا۔ کبار علمائے دین اور داعیان اسلام کی مجلس اعلیٰ جو عالم اسلام کے جذبات واحساسات کی ترجمانی کرتی ہے اور وقتاً فوقتاً ان کے اجلاس منعقد ہوتے ہیں۔

۲۔ مجلس تاسیسی، یہ رابطہ عالم اسلامی کی تجاویز کو روبہ عمل لانے کے لئے جنرل سیکریٹری کے لئے رہنما خطوط متعین کرتی ہے۔ اس مجلس کے ارکان کی تعداد ساٹھ ہوتی ہے جو عالم اسلام کی نمایاں شخصیات ہوتی ہیں۔ ان کا انتخاب مجلس تاسیسی میں ہی عمل میں آتا ہے اور کسی بھی ملک سے صرف دو ممبر ہی نامزد کئے جا سکتے ہیں۔

۳۔ مجلس اعلیٰ عالمی برائے مساجد: عالمی پیمانہ پر مساجد کی تعمیر ونگرانی اور ان کی آبادی کے لئے فکر مندی، ائمہ، خطباء وغیرہ کی تربیت، اوقاف کا تحفظ وغیرہ جیسے امور ومسائل دیکھتی ہے اور اس کے عالمی پیمانہ پر چالیس ارکان نامزد کئے جاتے ہیں۔

اجلاس ہائے عام: بنیادی طور پر عالم اسلام کے کبار علماء اور داعیانِ دین کی مجلس ہی رابطہ عالم اسلامی کی مجلس حاکمہ ہے جس کے اب تک متعدد اجلاس ہائے عام ہو چکے ہیں۔

پہلا اجلاس عام 1381ھ مطابق 1962ء میں منعقد ہوا جس میں رابطہ عالم اسلامی کی تجویز منظور ہوئی۔ دوسرا اجلاس عام 1384ھ مطابق 1965ء میں منعقد ہوا جس میں اتحاد اسلام کی اہمیت وضرورت اور خارجی افکار ونظریات سے اجتناب کی تجاویز منظور کی گئیں۔ تیسرا اجلاس عام 1408ھ مطابق 1987ء میں منعقد ہوا، اس اجلاس کی اہم قراردادوں میں حرمین شریفین کی عظمت، اشہر حرم اور شعائر حج کی تقدیس اور مسلم حکمرانوں کا شعائر اللہ سے خاص تعلق وغیرہ تھیں۔ چوتھا اجلاس عام 1423ھ مطابق 2002ء میں منعقد ہوا، اس اجلاس کی اہم تجاویز وحدت امت، دعوت الی اللہ، میثاق مکہ اور قضیہ فلسطین وغیرہ سے متعلق منظور ہوئیں۔ اس کے علاوہ بہت سی کانفرنسوں اور مناسبتوں سے اس کی قراردادیں اور تجاویز منظر عام پر آتی رہی ہیں اور راقم السطور کو اس کی اکثر کانفرنسوں میں شرکت اور مداخلات وتعلیقات کا موقع بھی ملتا رہا ہے۔

حلف نامہ: ہم رابطہ عالم اسلامی کے ارکان، اس کے عقیدہ اور ایمان کے نمائندہ کے طور پر اللہ تعالی سے یہ عہد کرتے ہیں کہ:

ہم اقوام عالم کو عمومی طور پر انسانیت کی فلاح اور اس کی بھلائی اور ان کے درمیان سماجی انصاف، بہتر انسانی معاشرے کی تخلیق میں مسابقت کی دعوت دیں گے۔

ہم عہد کرتے ہیں کہ ہم کسی کے کام کے بگاڑ کسی پر تسلط اور نہ کسی پر غلبہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہم مسلمانوں کے اتحاد اور کرہ ارض پر موجود جملہ مسلم برادری کو تقسیم کرنے والے عوامل کا سدّ باب کریں گے۔

ہر بھلائی کی طرف دعوت دینے والے شخص کی حمایت کریں گے۔

ہم اعلان کرتے ہیں کہ اسلام میں لسانی اور نسلی تقسیم نہیں۔

ان مقاصد کے حصول کے لئے ہم مثبت اور صحیح طور پر اپنی کوششوں کو جاری رکھیں گے۔ اس حلف نامہ میں مذکور تمام امور کے حصول کے لئے ہم اپنی تمام روحانی ، مادی اور ادبی وسائل استعمال کریں گے۔ ☆☆

مولانا سعید الرحمٰن سنابلی

سعودی عرب کے چند امتیازات وخصوصیات

مملکت خداداد سعودی عرب ایک اسلامی اسٹیٹ ہے جس کا دستور کتاب وسنت کے اصولوں پر قائم ہے۔اللہ تعالیٰ نے سعودی عرب کو بے شمار امتیازات وخصوصیات سے نوازا ہے۔اس ملک میں خانہ کعبہ ہے جس کو علی الاطلاق زمین پر پہلی مسجد ہونے کا شرف ہے اور جسے ابراہیم خلیل اللہ اور آپ کے صاحبزادے اسماعیل علیہما السلام نے تعمیر فرمائی۔اگر ہم مورخین کی مانیں تو ابراہیم واسماعیل علیہما السلام سے بھی پہلے اس کی تعمیر اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے فرمائی تھی اور ان ہی بنیادوں پر ابراہیم واسماعیل علیہما السلام نے رب کے حکم سے دوبارہ تعمیر فرمائی۔کعبہ شریف کی عظمت کا عالم یہ رہا کہ ہر زمانے میں اس کی تعظیم وتوقیر ہوتی رہی حتی کہ جاہلیت اولیٰ میں بھی کعبہ کی تعظیم بحال رہی اور جب ابرہہ جیسے یمن کے ایک سرپھرے گورنر نے کعبہ کے تعلق سے غلط خیال دل میں لایا کہ اللہ نے اسے تازیانہ عبرت بنادیا۔اللہ کے رسول نے جس خانوادہ میں آنکھیں کھولی اس کے ہاتھوں میں خانہ کعبہ کی تولیت تھی اور سیرت کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ خانہ کعبہ رسول اکرم ﷺ کی زندگی کا لازمی عنصر رہا ہے۔بعثت سے پہلے قریش کے لوگ کعبہ کی تعمیر کرتے ہیں حجر اسود کو اس کی جگہ پر نصب کرنے کا مرحلہ آتا ہے سخت اختلاف ہوجاتا ہے اس کا تصفیہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔کعبہ کے صحن میں نماز پڑھتے ہیں اور بدبخت مشرکین آپؐ کے جسم اطہر پر اونٹ کی اوجھڑی ڈال دیتے ہیں اور ایک روایت کے مطابق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسری روایت کے مطابق فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے جسم اطہر سے اوجھڑی ہٹاتے ہیں۔اسی کعبہ کے اندر مشرکین نے رسول اکرم ﷺ کے خلاف سازشیں بھی کیں اور بنو ہاشم کے بائیکاٹ کے تعلق سے اعلان لٹکایا۔بہر حال یہ کعبہ پوری دنیا کے مسلمانوں کا قبلہ ہے اور کعبہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ اگر کوئی شخص اس میں ایک وقت کی نماز پڑھتا ہے تو دوسری مسجدوں میں نماز پڑھنے کے مقابلے اسے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

اسی سرزمین پر صفا اور مروہ ہے جس سے ہماری پاکیزہ ماں ہاجرہ اور اسماعیل علیہ السلام کی یادیں وابستہ ہیں، بئر زمزم ہے جسے ہم نیک مقاصد کے تحت پئیں تو ان شاء اللہ ہمیں وہ مقاصد حاصل ہوں گے۔

مقام عرفہ جیسا مقدس مقام ہے جس کے وقوف کو حج کا لازمی رکن قرار دیا گیا ہے اور اس روز ہی اللہ تعالیٰ بندوں کو سب سے زیادہ جہنم سے خلاصی عطا فرماتا ہے اور ان پر فخر جتاتا ہے۔امام طبری کی ذکر کردہ روایت کے مطابق اسی مقام پر آدم وحواء علیہما السلام کے جنت سے اتارے جانے کے بعد ملاقات و پہچان ہوئی جس کی وجہ سے اس کا نام عرفہ پڑا اور مصنف عبدالرزاق میں موجود علی رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق جبرئیل علیہ السلام نے ابراہیم السلام کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر حج کے امور اور مناسک سکھائے اور فرمایا" أعـــرفـــت؟"اس پر ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ نعم :عرفت تو اس جگہ کا نام عرفہ پڑ گیا۔

منیٰ کو ہم کیسے فراموش کرتے ہیں جہاں ایک حاجی فریضہ حج کے زیادہ تر ایام گزارتا ہے اور یہاں قیام کے دوران ہی رمی جمرات کے فرائض انجام دیتا ہے۔

مزدلفہ کی تاریخی حیثیت کو بھلا کیوں کر نظر انداز کیا جاتا ہے۔اس جگہ حاجی عرفہ سے واپسی پر رات گزارتا ہے اور نبی اکرم ﷺ کی سنت کی اقتداء وپیروی کرتا ہے۔

اس کے علاوہ غار حراء اور غار ثور بھی ہیں جنہوں نے اپنے دامن میں رسول اکرم ﷺ کو جگہ دیا۔غار حراء میں بعثت سے پہلے آپ ﷺ جا کر عبادت کیا کرتے تھے اور اپنے اوقات تنہائی میں گزارا کرتے تھے اور اسی مقام پر پہلی وحی بھی نازل ہوئی اور ہجرت کے موقع پر مشرکین مکہ سے چھپ کر جس غار میں پناہ لیا تھا وہ غار ثور ہے۔

اسی طرح سعودی عرب میں مسجد نبوی ہے جس سے نبی آخر الزماں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی بے شمار یادیں وابستہ ہیں۔آپ ﷺ نے ہجرت کے بعد قباء میں جس مسجد کی بنیاد ڈالی اور جس میں باوضو جا کر نماز پڑھنے کو عمرہ کے مساوی قرار دیا وہ مسجد بھی مسلمانوں کے لئے مرجع عقیدت ہے۔ہجرت کے بعد مدینہ میں جس مسجد کی بنیاد ڈالی اسی مسجد کا نام مسجد نبوی ہے اور اس مسجد میں ایک وقت کی نماز کا ثواب ایک ہزار نمازوں کے مساوی ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے طائف کا سفر کیا اور طائف کے لوگوں نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا، وہ صوبہ بھی سعودی عرب میں موجود ہے اور زخموں کی تاب نہ لا کر رسول اکرم ﷺ جس باغیچہ میں آرام کرنے پر مجبور ہوئے تھے اس باغیچہ کو بھی محفوظ رکھا ہے۔

بدر واحد، حنین وخیبر، تبوک وحدیبیہ سبھی مقامات آج بھی اپنی شناخت کے

ساتھ موجود ہیں اور ماشاءاللہ موجودہ سعودی حکومت نے سعودی عرب کے سبھی مقدس مقامات کی جس انداز میں خدمت فرمائی ہے وہ قابل رشک ہے۔

سعودی عرب کا امتیاز ہے کہ وہ مقامات مقدسہ اور آثار قدیمہ کی حفاظت تو کئے ہوئے ہے لیکن وہ اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ ان جگہوں کو شایان شان پروان وعالی شان بنانے کے ساتھ بدعات وخرافات اور غیر شرعی اعمال سے پاک رکھا جائے اور انہیں اور آثار قدیمہ کی بے جا وغلو آمیز تعظیم اور مقامات مقدسہ کے تعلق سے غیر شرعی افکار سے لوگوں کو باز رکھا جائے اور مملکت سعودی عرب قابل مبارک باد ہے کہ حرمین شریفین کی خدمت دینی انتہائی عقیدت ومحبت اور بے مثال قربانی وجانفشانی سے انجام دیتی ہے اور اس کو اپنا فرض اور ذمہ داری سمجھ کر پایہ تکمیل تک پہنچا کر خوش ہوتی اور اللہ کا شکر بجالاتی ہے اور ان کا سب سے بڑا سربراہ وبادشاہ خادم حرمین شریفین کے لقب سے ملقب ہو کر اپنی قسمت پر نازاں ہوتے ہوئے اپنے لئے سب سے بڑا اعجاز وطرہ امتیاز سمجھتے ہیں کہ وہ بہت حد تک اپنی کوششوں میں کامیاب ہے۔

مسجد نبوی میں موجود روضة من رياض الجنة (جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری) سے بھلا کس کو عقیدت نہیں ہوگی اور وہاں کون جا کر رب تعالیٰ کے حضور دو رکعتیں ادا کرنا نہیں چاہے گا اور بھلا کون ہوگا جو اس مقام پر پہنچ کر رب تعالیٰ کے سامنے ہاتھ اٹھا کر دعائیں نہیں مانگنا چاہے گا۔اس مقدس مقام پر جانے کے لئے ایسا سسٹم اور نظام ہے کہ آپ انگشت بدنداں رہ جائیں گے اور سعودی حکمرانوں کے لئے دعائیں نکلتی ہیں کہ پوری دنیا کے لوگ اس مقدس مقام پر پہنچتے ہیں لیکن محروم کوئی نہیں ہوتا بلکہ اس جگہ پہنچ کر دو رکعتیں ادا کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے۔

سعودی عرب کی یہ امتیازات وخصوصیات ایسی نہیں ہیں کہ جس کا انکشاف پہلی بار کیا جا رہا ہے اور نہ ہی ایسی باتیں ہیں جسے اکثر لوگ نہیں جانتے پھر بھی افسوس ہوتا ہے کہ ان سارے مقدس مقامات کی محافظ حکومت کو بھی ہدف طعن وتشنیع بناتے ہیں۔ سعودی عرب اسلامی حکومت ہے اور پوری دنیا میں وہ رفاہی کام کرتی ہے۔آپ نے اس کی مثالیں بارہا مشاہدہ کی ہوں گی۔آپ موجودہ وقت میں دیکھیں کہ سیریا کے ساتھ سعودی تعلقات کافی کشیدہ تھے لیکن پھر بھی زلزلے میں جب سیریا تباہ وبرباد ہوا تو سعودی عرب کے خداترس حکمرانوں اور دین شناس عوام نے اپنے خزانوں کے دروازے کھول دیئے۔

مملکت سعودی عرب کے بعض اہم امتیازات اور خصائص کو اختصار میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے:

☆ سعودی عرب کا اہم ترین امتیاز قرآن وحدیث کی روشنی میں دور اول کی طرح کلمہ توحید کی نشر واشاعت

☆ قرآن وحدیث کو اپنا دستور بنایا اور تمام معاملات میں فہم سلف صالحین کے مطابق شریعت کے عملی نفاذ کے لیے کامیاب کوشش

☆ اسلام کی دعوت اور اس کی حقیقی تعلیمات کو عام کرنا اور اس کا عملی ثبوت فراہم کرنا

☆ کتاب وسنت کی علمی بنیادوں پر شاندار نشر واشاعت

☆ رفاہی اور اغاثی کاموں کے ساتھ دنیا کے ہر حصے میں دعوتی وتعلیمی واصلاحی مراکز کا قیام

☆ حرمین شریفین کی بے مثال خدمات اور عظیم الشان توسیع

☆ حجاج بیت اللہ الحرام کی خدمت اور ان کی راحت وآرام کی لیے بے مثال کوشش اور مناسک حج وعمرہ کے لیے بہتر طور پر ادا کرنے کے لیے تگ ودو اور اس کے لیے ملک کی اعلیٰ ترین انتظامیہ سے لے کر ادنی تک کو مامور کرنا۔

☆ رواداری اور انسانی بھائی چارہ اور انسانیت نوازی، اتفاق واتحاد کے لیے مختلف پلیٹ فارموں کا عالمی سطح پر قیام

☆ ملک بھر میں حفظ قرآن کریم کا اہتمام وانتظام

☆ نونہالان قوم وملت اور دیش واسیوں کے لیے ہر سطح پر مدارس ومساجد بالخصوص دینی وعصری تعلیم کے لیے یونیورسٹیوں کا قیام

☆ سعودی عرب کا بہت بڑا امتیاز یہ ہے کہ اسے روز اول سے ہی بہترین صالح دوراندیش قیادت نصیب ہوئی۔

☆ اسے مخلص ربانی علماء کرام نصیب ہوئے جنہوں نے حق کی بالادستی کے لیے بے مثال جدوجہد کی، امر بالمعروف ونھی عن المنکر کا فریضہ بہتر طور پر انجام دیا

☆ حکومت سعودی عرب کا ایک اہم امتیاز یہ ہے کہ اس نے سلف صالحین کے منہج کو اختیار کیا اور ہر سطح پر اس کی عملی تنفیذ کی۔

☆ انسانیت کو امن وسلامتی کا درس دیا اور ہر سطح پر اس کی بالادستی قائم کی نیز تشدد، علیحدگی پسندی دہشت گردی، غوغائیت کی بیخ کنی کی۔

☆ خیر وبھلائی کے کاموں میں سعودی عرب نے اعلیٰ مثال قائم کی اور دنیا میں جہاں کہیں بھی مال ودولت کے ذریعہ انسانیت کی خدمت کی ضرورت محسوس کی گئی سعودی عرب نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور سخاوت وفیاضی کے دریا بہا دیے۔

بہر حال یہ مختصر سعودی حکومت کے امتیازات وخصوصیات ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے اس مملکت کو نوازا ہے۔

☆☆☆

اهم اطلاع

اطلاعاً عرض ہے کہ زیر نظر شمارہ میں 15-1 جولائی والے شمارہ کو بھی ضم کر دیا گیا ہے اس لئے قارئین کرام سے مؤدبانہ التماس ہے کہ وہ مذکورہ شمارہ کا انتظار اور مطالبہ نہ کریں۔(ادارہ)

خوشگوار ازدواجی زندگی کے سنہرے اصول

مولانا خورشید عالم مدنی، پٹنہ

قارئین کرام! بحیثیت مسلمان ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے گھروں کو مثالی بنائیں، اسلامی بنائیں، ایسا گھر بنائیں جس میں ایمان کی، روحانیت کی اور جنت کی خوشبو محسوس ہو، جس گھر میں تقوی کے پھول کھلیں، قرآن کی آواز سے دل و دماغ معطر ہوں، جس کا مکین ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہو، لباس تقوی سے مزین ہو تاکہ وہ عذاب آخرت سے محفوظ رہ سکیں اور نار جہنم میں جلنے سے بچ جائیں۔ یہی وہ پیغام ہے جسے رب العالمین اپنے اس فرمان عالی يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (تحریم:6) میں دے رہا ہے۔

واضح رہے کہ قران کریم میں "اہل" کا مفہوم وسیع ہے اور اس کا اطلاق اور اس سے مراد درج ذیل افراد ہوتے ہیں: (۱) بیوی: جیسا کہ قران نے کہا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا (طہ:10) "تو انہوں (موسیٰ) نے اپنے بال بچوں سے کہا کہ تم لوگ ٹھہرو، میں نے آگ دیکھی ہے" (۲) گھرانہ: هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ (قصص:12) "کیا میں تمہیں ایسے گھرانے کا پتہ نہ دوں جو اس (موسی) کی پرورش کرے" (۳) بیٹا: جیسا کہ نوح علیہ السلام نے کہا رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ (ہود:45) "اے میرے رب! میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے اور بیشک تیرا وعدہ برحق ہوتا ہے اور تو سب سے بڑا حاکم ہے" (۴) خاندان: حضرت موسی علیہ السلام دعا کر رہے ہیں وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ هٰرُوْنَ اَخِي (طہ:29-30) "میرے خاندان سے میرے بھائی ھارون کو میرا مددگار بنا دے"۔ (۵) کسی شہر کے رہنے والے لوگ: جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام شہر مکہ سے متعلق دعا کر رہے ہیں وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ (بقرۃ:126) "اور تو یہاں کے رہنے والوں میں سے جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائیں، انہیں مختلف قسم کے میوے عطا فرما" اور جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ (الاعراف:96) "اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور تقویٰ کی راہ اختیار کرتے تو ہم آسمان وزمین کی برکتیں ان پر کھول دیتے"

خلاصہ یہ ہے کہ لفظ "اہل" کے مفہوم میں بیوی، بچے، گھر کے افراد (بہن بھائی)، بستی والے اور اہل وطن سب شامل ہیں لیکن اس کا اولین اطلاق بیوی پر ہوتا ہے، جو اللہ کی بڑی نعمت اور دنیا کی سب سے بڑی دولت ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الدنیا متاع، وخیر متاع الدنیا المرأة الصالحة (مسلم:1467) "ساری دنیا ایک متاع زندگی ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے"۔

میاں بیوی کا رشتہ بہت خوبصورت رشتہ ہے، جو ایک دوسرے کے بغیر ناممکن ہے۔ یہ باہم اچھے دوست ہیں۔ یہ ایک لباس ہے۔ ایک ایسی نعمت ہے جو انسان کی فطری ضرورت ہے۔ یہ شوہر کی زندگی کے رزم و بزم کا محور ہے۔ یہ دنیا کا سب سے قیمتی اثاثہ ہے۔ یہ اس سکون کا نام ہے جو شوہر کی زندگی کو باغ و بہار بناتا ہے۔ یہ وہ بلبل ہے جو شوہر کے گلشن حیات کی ہر شاخ پر چہچہاتا ہے اور اسے اپنی سریلی آوازوں اور نغموں سے معطر کر دیتا ہے۔ یہ جب ساتھ ہو تو شوہر کے پاؤں شعلوں پر رواں دواں ہوتے ہیں اور جب زندگی کے سفر میں داغ مفارقت دے دے تو شوہر کے بڑھتے قدم رک جاتے ہیں، اس کے پائے استقامت میں لغزش ولرزش پیدا ہو جاتی ہے، اس کی زندگی کی ساری بہاریں روٹھ جاتی ہے اور وہ مختلف اندیشوں میں مبتلا ہو کر تھکے ہارے مسافر کی طرح سست گام ہو جاتا ہے۔

یاد رکھیں! شوہر پر جس طرح بیوی کا نان ونفقہ ادا کرنا ہے فرمان الہی کے مطابق لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ (طلاق:7) "مناسب یہ ہے کہ صاحب مقدور اپنی مقدور کے مطابق خرچ کرے" اس کی رہائش کا انتظام کرنا ہے اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ (طلاق:6) "مسلمانو! تم (مطلقہ) عورتوں کو وہیں ٹھہراؤ جہاں تم اپنی مقدور کے مطابق خود ٹھہرتے ہو" اس کے مہر کی ادائیگی ہے "وَاٰتُوا النِّسَاۗءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً (نساء:4) "اور عورتوں کو ان کا مہر بخوشی دے دو" اور اس کے ساتھ حسن معاشرت یعنی اچھے ماحول میں زندگی گزارنا ہے وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (نساء:19) اسی طرح بیوی کا یہ بھی حق ہے کہ شوہر اس کی دینی تربیت کرے، اسے نمازی بنائے، اس کی عزت وناموس کی حفاظت کرے، اسے گناہوں میں مبتلا ہونے سے بچائے، دین پر عمل کا شوق دلائے اور اس کے اندر اسلامی شعور کو بیدار کرے۔ ارشاد باری تعالی ہے وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا (طہ:132) "اور آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجئے اور خود بھی اس کی پابندی کیجئے" يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (تحریم:6) مفسرین نے اس آیت کریمہ کی مختلف تفسیریں کی ہیں جن سے اہل وعیال کو نار جہنم سے بچانے کے مجرب ومستحکم نسخے معلوم ہوتے ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

ادبوھم و علموھم یعنی "اپنے اہل وعیال کی تربیت کرے اورانہیں دین سکھلائے"-امام مجاہد فرماتے ہیں اتقوا اللہ و أو صوا أھلیکم بتقوی اللہ آپ خود بھی اللہ سے ڈریں اور اہل وعیال کو بھی تقوی کی تلقین کریں"۔قتادہ فرماتے ہیں تأمرھم بطاعۃ اللہ وتنھاھم عن معصیۃ اللہ اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کا انہیں حکم دیں اور اللہ کی معصیت ونافرمانی سے انہیں باز رکھیں(تفسیر ابن کثیر،سورہ تحریم:6)

اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنی ذات کی اصلاح کے ساتھ اپنے اہل و عیال پر بھی توجہ دیں۔اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کو بھی دین کی راہ پر چلائیں۔ڈرا کر، سمجھا کر، پیار سے، دھمکی سے، جس طرح ممکن ہو انہیں راہ راست پر لانے کی کوشش کریں ورنہ عنداللہ وہ مسئول وجواب دہ ہوں گے۔جیسا کہ رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ألا کلکم راع، وکلکم مسئول عن رعیتہ (بخاری:7138) "تم میں سے ہر شخص راعی (نگہبان) ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی (کہ اس نے ان کی اصلاح کیوں نہ کی تھی)"۔

اس کی سب سے بہتر اور مناسب شکل یہ ہے کہ شوہر پہلے خود نماز فرض کا، نماز تہجد کا پابند بنے پھر اپنے اہل وعیال بیوی کو بھی اس کا پابند بنائے اس لیے کہ یہ نمازیں فتنوں سے محفوظ رہنے اور خزانوں سے اپنی جھولیاں بھرنے کا بہترین ذریعہ اور بہترین نسخہ محمدی ہے۔ام سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں استیقظ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ فقال: سبحان اللہ، ماذا أنزل اللیلۃ من الفتن؟ وماذا فتح من الخزائن؟ أیقظوا صواحبات الحجر فرب کاسیۃ فی الدنیا عاریۃ فی الآخرۃ (بخاری، کتاب العلم:115)"ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیدار ہوتے ہی فرمایا کہ سبحان اللہ! آج کی رات کس قدر فتنے اتارے گئے ہیں اور کتنے ہی خزانے بھی کھولے گئے ہیں ان حجرہ والیوں کو جگاؤ کیونکہ بہت سی عورتیں جو دنیا میں باریک کپڑا پہننے والی ہیں وہ آخرت میں ننگی ہوں گی"۔

اس لیے کہ جب دونوں نماز تہجد کا اہتمام کریں گے اور اس اہم عبادت کی تکمیل میں ایک دوسرے کے معاون بنیں گے، محبت کے انداز میں باہم متنبہ کریں گے تو نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے میاں بیوی پر رحمت الٰہی کے نزول کی دعا فرمائی ہے جو عنداللہ قبول ہو جائے گی۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے الفاظ و جملوں کو سنیں رحم اللہ رجلا قام من اللیل، فصلی وأیقظ امرأتہ، فان أبت نضح فی وجھھا الماء، رحم اللہ امرأۃ قامت من اللیل فصلت وأیقظت زوجھا فان أبی نضحت فی وجھہ الماء (ابوداؤد:1450)"رحم فرمائے اللہ تعالی اس بندے پر جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور اپنی بیوی کو جگاتا ہے۔ اگر وہ انکار کرے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارتا ہے اور رحم فرمائے اللہ تعالی اس بندی پر جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھتی اور اپنے شوہر کو جگاتی ہے۔اگر وہ انکار کرے تو اس کے چہرے پر پانی کی چھینٹیں مارتی ہے"۔

اس لیے ضروری ہے کہ شوہر اپنی ازدواجی زندگی کو خوبصورت بنائے، بیوی کا احترام کرے، اس کے مشورے پر غور کرے، اس سے دل لگی کرے اور بیوی اطاعت گزار وفرمانبردار ہو، وہ جان دے دے لیکن اپنی آبرو بچالے،شوہر کے مال کی حفاظت اور اس کی اولاد کی تربیت کرے، اپنی دینی واخلاقی حالت سنوار کر شوہر کی آنکھ کا تارا بن جائے، دونوں صالح اخلاق وایمان کے پیکر بن جائیں اور دونوں اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز کو بنالیں تو پھر باذن اللہ گھر کو مثالی، آئیڈیل اور جنت نشاں بنا لیں گے، گھر شاد بھی ہوگا، آباد بھی ہوگا، اس میں سعادت وسکون کی کرنیں پھوٹیں گی، صبر وشکر کی فضا پیدا ہوگی، لڑائی جھگڑے ختم ہوں گے، الفت ومحبت کے ساتھ زندگی بسر ہوگی اور اولاد کی صحیح تربیت بھی ہوگی ورنہ باہمی کشمکش ہمیشہ شر کو جنم دیتی ہے اور گھر جہنم کدہ بن جاتا ہے۔

ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ ہر قسم کی اچھائی اور برائی عورت کی گود سے جنم لیتی ہے۔تمام اخلاقی اقدار، تعلیمات، کردار اور اسلاف کی روایات کے سوتے یہیں سے پھوٹتے ہیں۔عورت ایک چلتا پھرتا ادارہ ہوتی ہے اور نیکی وطہارت کے سارے خوشے اسی کے وجود سے نکلتے ہیں، جنہیں وہ شعوری طور پر نئی نسل میں منتقل کرتی ہے۔شوہر اگر قرآنی منہج پر بیوی کو سجادے، سنواردے، چمکادے اور عورت اپنے اندر اپنی ذمہ داریوں کا احساس پیدا کرلے اور اپنی اولاد کی تربیت پر کمربستہ ہوجائے تو پھر وہ اپنے خاندان کی تعمیر اس سلیقے سے کرے گی کہ وہ افراد خانہ باطل افکار و نظریات سے محفوظ ہوکر زندگی کے ہر موڑ پر اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دیں گے، اسی لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کوشش کی کہ اسلام نے انسانوں کو جو حقوق دیے ہیں، ان سے مرد بھی واقف ہوں اور عورتیں بھی، دونوں اپنے حقوق حاصل کریں اور اپنے اپنے فرائض کو اپنے دائرہ اختیار میں بخوبی ادا کریں۔اسلام یہ بھی تاکید کرتا ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں، دونوں ایک دوسرے کا خیال رکھیں اور وفاداری کا حق ادا کریں۔

اس لیے شوہر نامدار کو چاہیے کہ وہ بیوی کی دینی تعلیم وتربیت میں واقع کمی کو پورا کرے، اسے دین کی تعلیم اور اس پر عمل کی ترغیب دے اور وفاشعار بیوی بنانے کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کی اچھی ماں بنانے کی بھی کوشش کرے۔اگر وہ بیوی کی صحیح دینی تربیت نہیں کرسکا اور اسے راہ سنت پر، جنت الفردوس کی سیدھی سڑک پر چلانے میں کامیاب نہ ہوسکا تو آنے والی نسلوں کو بھی دین پر قائم رکھنا آسان نہ ہوگا اور اس کا نتیجہ اللہ کی نافرمانی کی صورت میں سامنے آئے گا_

خدا کرے نہ تھکیں حشر تک جنوں کے پاؤں
ابھی منازل دشت و دمن کچھ اور بھی ہیں

سیرت حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اعتقادی پہلو

مولانا عبید اللہ الباقی اسلم
جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

صرف ایک اللہ عز وجل عبادتوں کا مستحق ہے، اوراس کے ساتھ کسی کوشریک نہیں کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَاعۡبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَيۡـئًـا ''اوراللہ تعالیٰ کی عبادت کرواوراس کے ساتھ کسی کوشریک نہ کرو'' (سورۃ النساء:۳۶)

اس عظیم مقصد کی خاطر اللہ تعالیٰ نے جن وانسان کی تخلیق فرمائی: وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡنِ ''میں نے جن اورانسان کومحض اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔'' (سورۃ الذاریات:۵۶)

اوراسی پیغام توحید کو عام کرنے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا سلسلہ شروع فرمایا: وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِىۡ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَاجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ ''ہم نے ہرامت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرواور اس کے سواتمام معبودوں سے بچو'' (سورۃ النحل:۳۶)

اس سلسلے کی ایک سنہری کڑی سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہیں انہوں نے پیغام توحید کے راستے میں اس قدر قربانیاں پیش کیں کہ اللہ نے انہیں اپنا خلیل قرار دیا: وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبۡرٰهِيۡمَ خَلِيۡلًا ''اوراللہ تعالیٰ نے ابراہیم (علیہ السلام) کواپنا دوست بنایا'' (سورۃ النساء:۱۲۵)

اورخلیل اللہ نے مقاصد توحید کواس انداز میں بروئے کارلایا کہ قیامت تک آنے والے لوگوں کے لئے توحید کے باب میں وہ امام بن گئے۔ اِنَّ اِبۡرٰهِيۡمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيۡفًا وَلَمۡ يَكُ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ''بے شک ابراہیم (علیہ السلام) پیشوا، اوراللہ تعالیٰ کے فرمانبرداراور یک طرفہ مخلص تھے، وہ مشرکوں میں سے نہ تھے (سورۃ النحل:۱۲۰)

یہی وجہ ہے کہ ان کا منہج، ان کا طریقہ کار، اوران کے اخلاق وکردار دنیا والوں کے لئے نمونہ قرار پائے: قَدۡ كَانَتۡ لَكُمۡ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ فِىۡۤ اِبۡرٰهِيۡمَ وَالَّذِيۡنَ مَعَهٗ ''تمہارے لئے حضرت ابراہیم میں اوران کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے۔'' (سورۃ الممتحنۃ:۴)

ثانیا: جوخالق حقیقی ہے وہی معبود برحق ہے:

امام الموحدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش ایک بت فروش کے گھر میں ہوئی، ایک ایسے ماحول میں ان کی نشوونما ہوئی تھی، جہاں ایک طرف نمرود جیسا ظالم بادشاہ تھا، تو دوسری طرف پورا معاشرہ بت پرستی میں مبتلا تھا۔

مگراہل معاشرہ سے ہٹ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے خالق حقیقی کے بارے میں غور فرمایا، جسے اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے:

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيۡهِ الَّيۡلُ رَاٰ كَوۡكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّىۡ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الۡاٰفِلِيۡنَ فَلَمَّا رَاَ الۡقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّىۡ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَئِنۡ لَّمۡ يَهۡدِنِىۡ رَبِّىۡ لَاَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡقَوۡمِ الضَّآلِّيۡنَ فَلَمَّا رَاَ الشَّمۡسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّىۡ هٰذَاۤ اَكۡبَرُ فَلَمَّاۤ اَفَلَتۡ قَالَ يٰقَوۡمِ اِنِّىۡ بَرِىۡٓءٌ مِّمَّا تُشۡرِكُوۡنَ

''پھر جب رات کی تاریکی ان پر چھا گئی توانہوں نے ایک ستارہ دیکھا آپ نے فرمایا کہ یہ میرا رب ہے مگر جب وہ غروب ہوگیا تو آپ نے فرمایا کہ میں غروب ہوجانے والوں سے محبت نہیں رکھتا، پھر جب چاند کو دیکھا چمکتا ہوا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے لیکن جب وہ غروب ہوگیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر مجھ کو میرے رب نے ہدایت نہ کی تو میں گمراہ لوگوں میں شامل ہوجاؤں گا، پھر جب آفتاب کو دیکھا چمکتا ہوا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے یہ توسب سے بڑا ہے پھر جب وہ بھی غروب ہوگیا تو آپ نے فرمایا بے شک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں'' (سورۃ الانعام:۷۶۔۷۷)

گویا سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سورج، چانداور ستاروں کے طلوع وغروب سے استدلال کرکے اپنی قوم کو یہ بتایا کہ اس پوری کائنات کا جو خالق ہے، وہی خالق حقیقی ہے، اوروہی سب کا سچا معبود بھی ہے لہٰذا اِنِّىۡ وَجَّهۡتُ وَجۡهِىَ لِلَّذِىۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ حَنِيۡفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ''میں یکسوہوکراپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اورزمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔'' (سورۃ الانعام:۷۹)

ثالثا: عقیدہ توحید سے دعوت کاآغاز کرنا:

اللہ تعالیٰ نے جب امام الموحدین سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو نبوت عطا کی توانہوں نے بھی دعوت توحید سے اپنے مشن کا آغاز فرمایا اور وَاَنۡذِرۡ عَشِيۡرَتَكَ الۡاَقۡرَبِيۡنَ (سورہ الشعراء:۲۱۴) کے تحت سب سے پہلے اپنے باپ کے سامنے دعوت توحید پیش کی: اِذۡ قَالَ لِاَبِيۡهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعۡبُدُ مَا لَا يَسۡمَعُ وَلَا يُبۡصِرُ وَلَا يُغۡنِىۡ عَنۡكَ شَيۡـئًا يٰۤاَبَتِ اِنِّىۡ قَدۡ جَآءَنِىۡ مِنَ الۡعِلۡمِ مَا لَمۡ يَاۡتِكَ فَاتَّبِعۡنِىۡۤ اَهۡدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا يٰۤاَبَتِ لَا تَعۡبُدِ الشَّيۡطٰنَ اِنَّ الشَّيۡطٰنَ كَانَ لِلرَّحۡمٰنِ عَصِيًّا يٰۤاَبَتِ اِنِّىۡۤ اَخَافُ اَنۡ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ فَتَكُوۡنَ لِلشَّيۡطٰنِ وَلِيًّا ''جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ ابا جان! آپ ان کی پوجا پاٹ کیوں

کررہے ہیں جو نہ سنیں نہ دیکھیں؟ نہ آپ کو کچھ بھی فائدہ پہنچا سکیں، میرے مہربان باپ! آپ دیکھئے میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس آیا ہی نہیں، تو آپ میری ہی مانیں میں بالکل سیدھی راہ کی طرف آپ کی رہبری کروں گا، میرے ابا جان آپ شیطان کی پرستش سے باز آجائیں، شیطان تو رحم وکرم والے اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی نافرمان ہے، ابا جان! مجھے خوف لگا ہوا کہ کہیں آپ پر کوئی عذاب الٰہی نہ آپڑے کہ آپ شیطان کے ساتھی بن جائیں'' (سورہ مریم:۴۲-۴۵)

انہوں نے اپنے باپ کو مختلف طریقے سے یہ بات سمجھانے کی کوشش کی کہ خالق حقیقی اللہ تعالیٰ ہے جس نے پوری دنیا کو پیدا کیا، وہی اس کائنات کی دیکھ ریکھ کرتا ہے، اور اسی کے حکم سے سارے امور انجام پاتے ہیں لہٰذا وہی عبادتوں کا مستحق بھی ہے، مگر ان کے باپ نے انہیں یہ کہہ کر دھمکی دی کہ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِيًّا ''اے ابراہیم! کیا تو ہمارے معبودوں سے روگردانی کر رہا ہے، سن اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے پتھروں سے مار ڈالوں گا، جا ایک مدت دراز تک مجھ سے الگ رہ'' (سورہ مریم:۴۶)

اور جب بادشاہ وقت کو یہ خبر موصول ہوئی اس نے بھی ربوبیت کا دعویٰ کر دیا لیکن خلیل اللہ نے عقلی دلائل سے ربوبیت الٰہی کو اس طرح سے ثابت فرمایا کہ وہ لاجواب ہوکر رہ گیا: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ يُحْیٖ وَيُمِيْتُ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَاُمِيْتُ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ''کیا تو نے اسے نہیں دیکھا جو سلطنت پاکر ابراہیم (علیہ السلام) سے اس کے رب کے بارے میں جھگڑ رہا تھا، جب ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا کہ میرا رب تو وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے، وہ کہنے لگا میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں، ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق کی طرف سے لے آتا ہے تو اسے مغرب کی جانب سے لے آ، اب تو وہ کافر مبہوت رہ گیا، اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا'' (سورۃ البقرہ:۲۵۸)

رابعاً: شرک کے خلاف دلائل براہیمی

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم نے دعوت توحید کو مسترد کیا تو ابراہیم خلیل اللہ نے شرک کے خلاف مسکت دلائل پیش کئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ اور دلیل کو یوں ذکر فرمایا ہے۔ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِيْمُ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰۤى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ قَالُوْۤا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰۤاِبْرٰهِيْمُ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ فَرَجَعُوْۤا اِلٰۤى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْۤا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰۤؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ''بولے ہم نے ایک نوجوان کو ان کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا تھا جسے ابراہیم (علیہ السلام) کہا جاتا ہے، سب نے کہا اچھا اسے مجمع میں لوگوں کی نگاہوں کے سامنے لاؤ تاکہ سب دیکھیں، آپ نے جواب دیا بلکہ اس کام کو ان کے بڑے نے کیا ہے تم اپنے معبودوں سے ہی پوچھ لو اگر یہ بول سکتے ہوں، پس یہ لوگ اپنے دلوں میں قائل ہوگئے اور کہنے لگے واقعی ظالم تو تم ہی ہو، پھر اپنے سروں کے بل اوندھے ہوگئے (اور کہنے لگے کہ) یہ تو تجھے بھی معلوم ہے کہ یہ بول نہیں سکتے، اللہ کے خلیل نے اسی وقت فرمایا افسوس! کیا تم اللہ کے علاوہ ان کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہیں کچھ بھی نفع پہنچا سکیں نہ نقصان، تف ہے تم پر اور ان پر جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو، کیا تمہیں اتنی سی عقل بھی نہیں؟'' (سورۃ الانبیاء:۶۰-۶۷)

غرض کہ جب انہوں نے اہل معاشرہ سے یہ الزامی سوال کیا کہ جو بول نہیں سکتا ہے، خود اپنی مدد نہیں کرسکتا ہے، کسی کو نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے، تو بھلا وہ کیسے معبود ہوسکتا ہے؟

تو ان کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا، بلکہ وہ انتقاماً حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سزا دینے پر اتر آئے، اور انہیں آگ میں ڈال دیا: قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْۤا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ''کہنے لگے کہ اسے جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے'' (سورۃ الانبیاء:۶۸)

اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم صادر ہوا: قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ ''ہم نے فرما دیا اے آگ! تو ٹھنڈی پڑ جا اور ابراہیم (علیہ السلام) کے لئے باعث سلامت بن جا'' (سورۃ الانبیاء:۶۹)

چنانچہ وہی سلگتی ہوئی آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے باعث سلامت بن گئی، اور اس طرح سے وہ ظالم خائب وخاسر ٹھہرے: وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ''گو انہوں نے ابراہیم (علیہ السلام) کا برا چاہا، لیکن ہم نے انہیں ناکام بنا دیا'' (سورۃ الأنبیاء:۷۰)

پورا معاشرہ جب ایک طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کی تیاری کر رہا تھا: اس وقت امام الموحدین ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی ذات پر توکل کامل کا ایمانی ثبوت دیا، اور کہا کہ: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ''ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے'' (سورۃ آل عمران:۱۷۳)

مومنین کی یہ ایک بڑی خوبی ہے کہ وہ ہر پل، اور ہر موڑ پر اپنے رب کی ذات پر پورا بھروسہ رکھتے ہیں: وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ''اور صرف اللہ پر مومنوں کو بھروسہ رکھنا چاہیے'' (سورۃ التوبۃ:۵۱)

اور اللہ تعالیٰ ایسے ہی لوگوں سے خوب محبت کرتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ

الْمُتَوَكِّلِيْنَ "بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔" (سورۃ آل عمران:۱۵۹)

خامسا: شرک واہل شرک سے براءت کا اظہار، اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ہجرت کرنا:

جب معاشرے کی زمین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے تنگ کی جانے لگی تو دعوت توحید کی خاطر اپنے گھر بار، رشتے دار، اعزا و اقرباء اور اپنا ملک چھوڑنے کا فیصلہ کیا، اور یہ کہتے ہوئے ارض مقدسہ کی طرف قصد کیا کہ اِنِّىْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّىْ سَيَهْدِيْنِ "میں تو ہجرت کرکے اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں" (سورۃ الصافات:۹۹)

ادھر جب باپ نے دعوت توحید کو مسترد کیا تو اسے یہ کہہ کر خیر باد کہا: سَلٰمٌ عَلَيْكَ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّىْ اِنَّهٗ كَانَ بِىْ حَفِيًّا "تم پر سلامتی ہو میں تو اپنے پروردگار سے تمہاری بخشش کی دعا کرتا رہوں گا وہ مجھ پر حد درجہ مہربان ہے" (سورۃ مریم:۴۷)

اور جب قوم نے بھی پیغام توحید کو ٹھکرایا تو یہ کہہ کر ان سے براءت کا اظہار فرمایا: وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّىْ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّىْ شَقِيًّا "میں تو تمہیں بھی اور جن جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو انہیں بھی سب کو چھوڑ رہا ہوں، صرف اپنے پروردگار کو پکارتا رہوں گا، مجھے یقین ہے کہ میں اپنے پروردگار سے دعا مانگ کر محروم نہ رہوں گا۔" (سورۃ مریم:۴۸)

گھر چھوڑا تو راستے میں بھی آزمائے گئے، مگر اس صاحب صبر و عزیمت نے دعوت توحید کی خاطر ہر مصیبت کا استقبال مسکرا کر کیا، ہر مشکل گھڑی میں انابت الی اللہ اور توکل علی اللہ کا دامن تھامے رکھا، جس کی وجہ سے اللہ عزوجل نے ہر موڑ پر ان کا ساتھ دیا: وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِىْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ "آپ صبر کریں بغیر توفیق الٰہی کے آپ صبر کر ہی نہیں سکتے، اور ان کے حال پر رنجیدہ نہ ہوں، اور جو مکر و فریب یہ کرتے رہتے ہیں ان سے تنگ دل نہ ہوں، یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں اور نیک کاروں کے ساتھ ہے" (سورۃ النحل:۱۲۷۔۱۲۸)

سادسا: محبت الٰہی کو دنیا کے تمام لوگوں کی محبت پر مقدم کرنا:

ارض مقدسہ پہنچے تو آزمائشوں کا ایک نیا سلسلہ شروع ہوا، اللہ تعالیٰ نے براہیمی کنبے کو اپنی خاص نعمت سے نوازا، عصائے پیری کی شکل میں حضرت اسماعیل علیہ السلام جیسی نیک اولاد عطا کی: رَبِّ هَبْ لِىْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ "اے میرے رب! مجھے نیک بخت اولاد عطا فرما، تو ہم نے اسے ایک بردبار بچے کی بشارت دی" (سورۃ الصافات:۱۰۰۔۱۰۱)

مگر رب العالمین نے اپنے خلیل کو اس نعمت کے ذریعہ بھی آزمانا چاہا۔ اللہ عزوجل کی طرف سے مائے ہاجرہ، اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو ایک وادی غیر ذی زرع میں چھوڑنے کا حکم صادر ہوا، چنانچہ اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِىَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ "آپ اس طریق پر چلتے رہے جس کی وجہ آپ کے رب تعالیٰ کی طرف سے آپ کے پاس آئی ہے" (سورۃ الانعام:۱۰۶) کے تحت حکم الٰہی کی تعمیل کرتے ہوئے مکہ مکرمہ کی طرف رخ کیا۔

مکہ مکرمہ، جو کبھی محض ایک ایسا صحرائی علاقہ ہوا کرتا تھا، جہاں نہ آبادی تھی، نہ ہی خوردونوش کا کوئی ذریعہ تھا، بس وہ ایک چٹیل میدان تھا جس کے چاروں اطراف میں پہاڑیوں کا ایک لمبا سلسلہ تھا جہاں طرح طرح کے خطرات متوقع تھے، مگر اسی پُرخطر صحرا میں بیوی بچے کو چھوڑنے کا حکم ملا تھا۔

بیوی بچوں کی محبت بسا اوقات بہت سی چیزوں کے لئے رکاوٹ بن جاتی ہے، مگر خلیل اللہ نے اس موڑ پر بھی استقامت کی اعلیٰ مثال پیش کی، اور اپنے اعمال و کردار سے یہ ثابت کیا کہ اللہ کی محبت کے سامنے دنیا کے سارے لوگوں کی محبت بے وقعت ہے۔

حکم الٰہی کی تعمیل کرتے ہوئے اپنی بیوی ہاجرہ اور لخت جگر اسماعیل علیہ السلام کو اس بنجر و چٹیل میدان میں اللہ کے سہارے چھوڑ دیا۔

وہاں سے واپس ہونے لگے تو حضرت ہاجرہ نے صرف اتنا ہی استفسار کیا کہ "کیا یہ اللہ کا حکم ہے؟ جواب میں گویا ہوئے کہ جی ہاں"

اس نبی کی بیوی اور نبی کی عظیم ماں نے کہا کہ تب اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔

یہ عظیم واقعہ ایثار و قربانی کی عمدہ دلیل ہی نہیں بلکہ باب توکل میں ایک عظیم مثال ہے، اور یقیناً ایسے ہی لوگوں سے رب العالمین محبت کرتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ "بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے" (سورۃ آل عمران:۱۵۹)

سابعا: حکم الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی آزمائشوں سے پر رہی ہے، اور یہ سلسلہ عمر کے آخری پڑاؤ میں بھی جاری رہا، ان کے سب سے قیمتی سرمایہ لخت جگر اسماعیل علیہ السلام کو راہ الٰہی میں قربان کرنے کا حکم صادر ہوا خلیل اللہ نے خواب میں دیکھا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو اپنے ہی ہاتھ سے ذبح کر رہے ہیں: يٰبُنَىَّ اِنِّىْ اَرٰى فِى الْمَنَامِ اَنِّىْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى "میرے پیارے بچے! میں خواب میں اپنے آپ کو تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، اب تو بتا کہ تیری کیا رائے ہے" (سورۃ الصافات:۱۰۲)

رب العالمین کی طرف سے یہ ایک سخت آزمائش تھی:اِنَّ ھٰـذَا لَھُوَ الْبَـلٰٓـؤُا الْمُبِیْنُ ’’درحقیقت یہ کھلا امتحان تھا‘‘(سورۃ الصافات:۱۰۶)

مگرانہوں نے اپنے رب کی رضامندی کی خاطر اسے بھی پورا کر کے دکھایا، جس پرانہیں یہ کہہ کر بشارت سنائی گئی:قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْ یَا اِنَّـا کَـذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ’’یقیناً تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا، بے شک ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں‘‘(سورۃ الصافات:۱۰۵)

بیٹے کو اپنے ہاتھ سے قربان کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا، مگر یہاں بھی اللہ تعالیٰ قربانی کی شکل میں قیامت تک آنے والے لوگوں کو اخلاص وللّٰہیت کا پیغام دینا چاہتا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ’’اورہم نے ان کا ذکر خیر پچھلوں میں باقی رکھا‘‘(سورۃ الصافات:۱۰۸)

امام الموحدین سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرماں بردار بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے سامنے اس خواب کا ذکر کیا، تو حکم ربانی کی تعمیل میں ذرہ برابر تردد نہ کیا، اورفوراً یہ جواب دیا کہ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ’’ابا! جو حکم ہوا ہے اسے بجالائیے ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔‘‘(سورۃ الصافات:۱۰۲)

چنانچہ صبر وتحمل کا مجسم ابراہیم علیہ السلام اور حلم وبردباری کا پیکر اسماعیل علیہ السلام نے حکم الٰہی کی بجاآوری میں ذرہ برابر بھی تاخیر نہ کی، اور باپ بیٹے منیٰ کی طرف نکل پڑے۔

راستے میں متعدد بار شیطان لعین نے بہکانے کی کوشش کی، مگر اس مردود کو اس طرح دھتکار ملی کہ آج بھی جمرات کا منظر اس واقعہ کی یاد دلاتا ہے۔

ثامناً: منہج توحید کا التزام اور شرک وبت پرستی سے دور رہنے کے لئے دعائیں کرنا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تحقیق توحید کے باب میں شاندار مثالیں پیش کیں، ساتھ ہی انہوں نے اپنی ذات اور اپنی ذریت کو بت پرستی سے بچانے کے لئے بطور خاص یہ دعا کی تھی کہ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ رَبِّ اِنَّھُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ’’جب انہوں نے کہا کہ اے میرے پروردگار !اس شہر کو امن والا بنادے اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے پناہ دے، اے میرے پالنے والے معبود! انہوں نے بہت سے لوگوں کو راہ سے بھٹکا دیا ہے پس میری تابعداری کرنے والا میرا ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو تو بہت ہی معاف اور کرم کرنے والا ہے۔(سورہ ابراہیم:۳۵-۳۶)

غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ جس عظیم ہستی کو اللہ نے اپنا خلیل قرار دیا، دنیا والوں کے لئے اسوہ ونمونہ بتایا، تحقیق توحید میں جنہیں امامت عطا کی گئی اس کے باوجود اگر وہ بت پرستی سے بچنے کے لئے دعا کر سکتے ہیں تو ایک عام انسان کو کس قدر بت پرستی وشرک سے ڈرنا چاہیے؟

تاسعاً: دعاؤں میں اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور صفات علیا کا توسل اختیار کرنا:

امام الموحدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تمام دعاؤں میں الحاح، گریہ وزاری، انابت الی اللہ، توکل علی اللہ، محبت، خوف، رجا اور بڑی یکسوئی نظر آتی ہے۔

اسی طرح انہوں نے تعمیر کعبہ کے دوران اپنے لئے اپنی اولاد کے لئے، آنے والی نسلوں کے لئے، اس مبارک گھر کے لئے، اس بابرکت شہر کے لئے، یہاں آنے والے خوش نصیب لوگوں کے لئے سمیع علیم، تواب، رحیم، عزیز اور حکیم وغیرہ اسماء حسنیٰ وصفات علیا کا حوالہ دے کر دعائیں کیں جو رب العزت کے یہاں قبول ہوئیں۔

لہٰذا جب بھی دعا کی جائیں تو اسماء حسنیٰ وصفات علیا کا حوالہ دیا جائے اور رب سے مانگا جائے تو اس امید کے ساتھ مانگا جائے کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے، ہمارا خالق ہے، ہمارا مالک ورازق ہے، وہی ہماری امیدوں کا مرکز ہے، اور وہی مصیبتوں سے ہمیں نجات دینے والا ہے، تو یقیناً ہماری دعائیں بھی قبول ہوں گی، کیوں اسی کا وعدہ ہے:وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ’’اور تمہارے رب کا فرمان کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا‘‘(سورۃ غافر:۶۰)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی آزمائشوں پر تھی، انہوں نے تحقیق توحید کے باب میں بے شمار قربانیاں پیش کیں، اللہ تعالیٰ کے سارے امتحانات میں کامیاب رہے، اللہ عزوجل نے انہیں اپنا خلیل بنایا، امام الموحدین قرار دیا، ان کے اخلاق وکردار کو اسوہ ونمونہ بتایا، اوران کے منہج کو باعث سعادت اور قابل فوز وفلاح قرار دیا:وَمَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا ’’باعتبار دین کے اس سے اچھا کون ہے؟ جو اپنے کو اللہ کے تابع کردے اور ہو بھی نیکوکار، ساتھ ہی یکسوئی والے ابراہیم کے دین کی پیروی کر رہا ہو‘‘(سورۃ النساء:۱۲۵)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی منہج ابراہیمی، دین حنیف اور شرعی تقاضوں کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے، جب تک ہماری زندگی باقی رہے اسی منہج توحید پر قائم رہے، اور جب ہمارا خاتمہ ہو تو ہم سب کو خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے۔آمین

☆☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

قربانی ہمیں کیا سکھاتی ہے؟

ابومعاویہ شارب بن شاکر السلفی، بہار

الحمدلله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله الكريم

أما بعد:

محترم قارئین! لفظ قربانی یہ قربان سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہوتا ہے نزدیک ہونا اور اصطلاح میں قربانی ہراس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے اللہ کا تقرب حاصل کیا جائے خواہ وہ ذبیحہ کے ذریعے ہو یا پھر کسی اور چیز سے، جیسا کہ رب العالمین کا فرمان ہے:"وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ" اور آدم کے ان دونوں بیٹوں کا حال بھی انہیں سنا دیجئے جنھوں نے اپنا اپنا نذرانہ پیش کیا تو ان میں سے ایک کی نذر تو قبول ہوگئی اور دوسرے کی مقبول نہ ہوئی۔۔۔(المائدہ:27)

برادران اسلام! قربانی صرف مہنگے سے مہنگے جانور خرید کر ذبح کردینے کا نام نہیں ہے، قربانی صرف خون بہانے کا نام نہیں ہے، قربانی صرف گوشت سے عمدہ ڈشیں تیار کرکے لطف اندوز ہونے کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ قربانی ہمیں ہرآن وہرلمحہ اور پورے ماہ وسال کے اندر تسلیم ورضا، خودسپردگی وخاکساری کے جذبات سے آشنا کرواتی ہے، اس کے پیچھے کئی حکمتیں پوشیدہ ہیں اور اس قربانی کے ذریعے بھی رب العالمین ہم سب کو بہت کچھ تعلیم دینا چاہتے ہیں مگر افسوس صد افسوس آج ہم سب کو قربانی کا جانور تو یاد رہا مگر قربانی کی حکمتیں اور قربانی کی تعلیم کو ہم نے یکسر ہی بھلا دیا ہے، یقیناً دسویں ذی الحجہ کے دن سب سے افضل عمل اللہ کی رضا وخوشنودی کے لئے جانور ذبح کرنا ہے مگر رب العالمین کو قربانی کے جانور سے نہ تو گوشت مطلوب ہے اور نہ ہی خون مقصود ہے بلکہ مطلوب ومقصود تو کچھ اور ہی ہے، آیئے مندرجہ ذیل میں قربانی ہمیں کیا سکھاتی ہے؟ قربانی کا کیا پیغام ہے؟ قربانی ہمیں کیا تعلیم دیتی ہیں؟ اس سلسلے میں کچھ باتیں جاننے کی کوشش کرتے ہیں، ویسے قربانی تو ایک عظیم عبادت ہے اور ہر عبادت کو ہمیں رب العالمین کا حکم سمجھ کر ٹھیک اسی طرح سے ادا کرنی چاہیے جس طرح سے ایک بیل ہل جوتتا ہے مگر مقصد کا اسے علم نہیں ہوتا ہے کہ اس سے ایسا کیوں کرایا جارہا ہے؟ مقصد تو کسان جانتا ہے مگر پھر بھی وہ بس اپنے مالک کے اشاروں پر پورے کھیت کا چکر لگا کر کھیت کو جوتنے میں مصروف رہتا ہے۔

(1) قربانی ہمیں متقی ومخلص بنانے کے لئے ہرسال آتی ہے:

قربانی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ ہم اپنے اندر تقوی وللّٰہیت کی صفت پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے تمام عملوں کے اندر خلوص پیدا کریں، نیک اعمال کو انجام دیتے وقت ہمارے دلوں میں کسی بھی قسم کی کوئی ریاکاری کا جذبہ نہ ہو اور نہ ہی دل کے اندر اللہ کے راہ میں اپنے مال کو خرچ کرنے کے تعلق سے کوئی رنج وملال ہو جیسا کہ رب العالمین کا کہنا ہے:" لَنْ يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَى مِنْكُمْ" اللہ رب العالمین کو قربانیوں کے نہ تو گوشت مطلوب ہے اور نہ ہی خون مقصود ہے بلکہ اللہ رب العالمین کو تو تمہارے دلوں کی ہیزگاری، تقوی وللّٰہیت مطلوب ومقصود ہے۔(الحج:37) پتہ یہ چلا کہ قربانی کے ذریعے رب العالمین کا ہم بندوں کے نام یہی پیغام ہے اور رب العالمین ہمیں یہی تعلیم دینا چاہتا ہے کہ ہمارے اندر تقوی وللّٰہیت کی صفت پیدا ہوجائے یعنی کہ اللہ ہم سب کو متقی ومخلص بنانا چاہتا ہے، اور یہ تقوی واخلاص دو ایسی چیزیں ہیں جو ہر مسلمان سے مطلوب ومقصود ہے اور جب تک ایک مسلمان کے اندر یہ دونوں چیزیں ایک ساتھ نہ پائی جائیں گی اس کے نیک اعمال کی عنداللہ کوئی حقیقت نہیں، افسوس آج ہم نے قربانی کو اپنا سٹیٹس دکھانے کا ذریعہ سمجھ لیا ہے مہنگے سے مہنگا جانور اس لئے خریدتے ہیں تاکہ سماج ومعاشرے کے اندر ہمارے جانور کی تعریف کی جائے اور لوگ ہمارا نام لیں، لوگ ہماری تعریفوں کے پل باندھیں اور تو اور ہے آج کل یہ وبا بھی بہت عام ہے کہ لوگ اپنے اپنے جانوروں کی تصاویر اور ویڈیوں اپنے سوشل اکاؤنٹ پر شیئر کرکے لائک اور کمنٹ چاہتے ہیں، جو لوگ بھی ایسا کرتے ہیں ان کو اپنی قربانی کی فکر کرنی چاہئے کیونکہ جس نے بھی اپنا نیک عمل لوگوں کے دکھانے کیلئے کیا اس کے نیک اعمال تباہ وبرباد ہوجائیں گے جیسا کہ فرمان مصطفی ﷺ ہے:"إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ" میں تم پر سب سے زیادہ جس چیز سے ڈرتا ہوں وہ ہے شرک اصغر! صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ "وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ" یہ شرک اصغر ہے کیا چیز؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "الرِّيَاءُ" شرک اصغر یہ ریاکاری اور دکھاوا ہے،(پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ سنو)"يَوْمَ تُجَازَى الْعِبَادُ بِأَعْمَالِهِمْ اذْهَبُوا إِلَى الَّذِينَ كُنْتُمْ تُرَاءُونَ بِأَعْمَالِكُمْ فِي الدُّنْيَا فَانْظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً" کل بروز قیامت رب العالمین یہ ارشاد فرمائے گا کہ اے لوگو! دنیا کے اندر جن جن کو دکھانے کے لئے تم نیک اعمال انجام دیتے تھے آج ان کے پاس جاؤ اور جاکر دیکھو کہ کیا ان کے پاس تمہارے لئے کوئی اجر وثواب اور بدلہ ہے۔(الصحيحة للألباني: 951، مسند احمد: 23630) قربانی کے قبول ہونے کے تعلق سے یہ بات یاد رکھ لیں کہ آپ کی قربانی اسی وقت اور اسی دن قبول ہوئی یا نہیں ہوئی کا فیصلہ

ہو چکا ہے جب آپ نے جانور خریدا تھا!!

(2) قربانی ہمیں مؤحد بنانا چاہتی ہے:

قربانی کے ذریعے ہمیں یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ ہم ہر طرح کے شرک وکفر سے دوری اختیار کر کے مؤحد بن جائیں، جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ جب قربانی کا جانور ذبح کیا جاتا ہے تو جو دعا پڑھی جاتی ہے اس کے اندر یہ آیت بھی موجود ہوتی ہے، پڑھنے والا پڑھتا بھی ہے مگر وہ اس کی اہمیت سے یکسر ہی نابلد ہوتا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے:" قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ" آپ فرما دیجئے کہ یقیناً میری نماز اور میری ساری عبادتیں اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا مالک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں سے پہلا ہوں۔ (الانعام:162-163) کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج مسلمان قربانی بھی کرتے ہیں، قربانی کے جانور کے حلق پر چھری پھیرتے وقت یہ کہتے بھی ہیں کہ میرا جینا مرنا سب اللہ کے لئے ہے مگر پھر بھی غیروں سے نفع ونقصان کی امید لگائے بیٹھے رہتے ہیں، اور کیا بتاؤں میں آج تو مسلمانوں کی اکثریت ایسی ہے جو قربانی کرنا تو جانتی بھی نہیں ہے مگر وہ غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا، گیارہویں کرنا پورے ذوق وشوق سے کرتی ہے بلکہ یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ اگر ولیوں کے نام سے جانور ذبح نہ کیا جائے تو پھر پورا سال ہمارا برباد ہو جائے گا، ہم ہلاک وبرباد ہو جائیں گے وغیرہ وغیرہ، جب کہ قربانی ہمیں یہ بھی سکھاتی ہے کہ جانور ذبح کرو تو صرف اور صرف اللہ کی رضا وخوشنودی کے لئے اور اگر کسی نے غیروں کی رضا وخوشنودی چاہی تو پھر وہ ملعون ومغضوب الٰہی ہے جیسا کہ حبیب کبریا محمد عربی ﷺ کا فرمان ہے:" لَعَنَ اللَّهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ" کہ جس کسی نے بھی غیر اللہ کے نام سے جانور ذبح کی اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ (مسلم:1978)

(3) قربانی جوانی اور ایام صحت میں عبادت کرنا سکھاتی ہے!

(4) قربانی ہمیں اپنے اپنے دلوں کو پاک وصاف رکھنا سکھاتی ہے!

(5) قربانی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ اللہ صرف پاک اور حلال چیزوں کو ہی قبول کرتا ہے!

ہم اور آپ جانتے ہیں کہ قربانی کی شرائط میں سے یہ بات مسلم ہے کہ قربانی کا جانور عیوب ونقائص سے پاک وصاف ہو، قربانی کا جانور تندرست اور توانا ہو، لاغر اور کمزور نہ ہو، لنگڑا، اندھا اور کان کٹا نہ ہو، مذکورہ بالا تمام باتوں کے اندر ہمارے لئے یہ پیغام ہوتا ہے کہ ہم اپنی جوانی اور صحتمندی کو غنیمت جانیں اور جوانی میں اللہ کی عبادت کریں اور جوانی کی عبادت ہی تو اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے، ہم اور آپ جوان اور تندرست وتوانا جانور قربانی کے لئے خرید کر لے تو آتے ہیں مگر ہم خود جوانی میں اللہ کی عبادت نہیں کرتے اور بڑھاپے کا انتظار کرتے رہتے ہیں، ہم خود ایام صحت کو غنیمت نہیں سمجھتے اور ایام مرض میں اللہ اللہ کرتے رہتے ہیں، کمال یہ نہیں ہے کہ ہم اللہ کی عبادت وبندگی بڑھاپے اور ایام مرض میں کریں بلکہ کمال تو تب ہے جب ہم عین جوانی اور ایام صحت میں اللہ کی عبادت وبندگی کریں، شیخ سعدیؒ نے کیا ہی خوب کہا ہے:

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری است
وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہیزگار

یعنی جوانی میں توبہ وبندگی کرنا نبیوں اور رسولوں کا طریقہ ہے ورنہ بڑھاپے میں تو ظالم بھیڑیا بھی شریف بن جاتا ہے

محترم قارئین! جس طرح سے قربانی کے صحیح ہونے کے لئے قربانی کے جانور کا بے عیب ہونا ضروری ہے اسی طرح سے ہماری نجات کے لئے اور جنت پانے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اپنے دل کو ہر طرح کے کفر وشرک کی آلودگیوں، بدعات وخرافات کی نجاستوں اور اخلاقی رذالتوں جیسے کہ بغض وعداوت، کینہ کپٹ، حسد وجلن جیسی قبیح عادتوں سے پاک وصاف رکھیں جیسا کہ رب العالمین کا فرمانا ہے:" يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ، إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ" یعنی کہ جس دن مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی لیکن (فائدے میں وہی شخص رہے گا) جو اللہ کے سامنے بے عیب دل لے کر آئے گا۔ (الشعراء:88-89) اور آپ ﷺ نے بھی جنت کی بشارت دی تھی اس آدمی کے بارے میں جو کسی بھی مسلمان سے بغض وعداوت نہیں رکھتا تھا اور نہ ہی حسد کا جذبہ اپنے سینے میں پالتا تھا جیسا کہ انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا کہ "يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ" ابھی کچھ ہی دیر میں تمہارے سامنے میں ایک جنتی آدمی آنے والا ہے! انسؓ کہتے ہیں کہ ابھی کچھ ہی دیر ہوا تھا کہ ایک انصاری صحابی اس حال میں آتے ہوئے نظر آئے کہ ان کے ڈاڑھی سے وضو کے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے اور انہوں نے اپنے بائیں ہاتھ میں اپنا جوتا اٹھا رکھا تھا، تین دن آپ ﷺ نے ایسا کہا اور تینوں مرتبہ وہی انصاری صحابی نظر آئے حقیقت حال جاننے کے لئے عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور کہا کہ میں نے اپنے والد سے قسم اٹھالی ہے کہ تین دن تک گھر نہیں آؤں گا لہذا کیا آپ مجھے اپنے گھر میں ٹھہرنے کی اجازت دیں گے، آپ جو کریں گے میں بھی وہی کروں گا، انصاری صحابی نے عبداللہ بن عمرو بن عاص کو اپنے یہاں رکنے کی اجازت دے دی۔

عبداللہؓ کہتے ہیں کہ میں تین دن تک ان کے پاس ٹھہرا رہا لیکن کسی رات انہوں نے قیام بھی نہیں کیا ہاں وہ انصاری صحابی اتنا ضرور کرتے تھے کہ جب بھی ان کی آنکھ کھل جاتی اور جب بستر پر سے اٹھتے تو اللہ کا ذکر ضرور کیا کرتے اور فجر کی نماز کو اٹھ

جایا کرتے تھے اور ہمیشہ خیر کی بات ہی کیا کرتے تھے، جب تین راتیں گذر گئیں اور میں اپنی ساری محنتوں کو حقیر سمجھنے لگا تو میں نے انہیں کہا کہ اے انصاری صحابی میرے اور والد کے درمیان ایسی ویسی کوئی ناراضگی نہیں ہے کہ میں نے اپنا گھر تین دن کے لئے چھوڑ دیا ہے بلکہ میں نے آپ ﷺ کو تین مرتبہ ایسا اور ایسا کہتے ہوئے سنا اور تینوں مرتبہ آپ ہی نظر آئے تو میں نے سوچا کہ کیوں نہ میں آپ کے اعمال کو دیکھوں تاکہ میں بھی وہ عمل کر کے جنت میں داخل ہوسکوں مگر میں نے تو آپ کو زیادہ کچھ کرتے ہوئے نہیں دیکھا پھر آپ اس مقام تک کیسے پہنچ گئے؟ انصاری صحابی نے بھی کہا کہ: ’’مَا هُوَ إِلَّا مَا رَأَيْتَ غَيْرَ أَنِّي لَا أَجِدُ فِي نَفْسِي لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ غِشًّا وَلَا أَحْسُدُ أَحَدًا عَلَى خَيْرٍ أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ‘‘ عمل تو وہی ہے جو آپ نے دیکھا، ہاں البتہ اتنا ضرور ہے کہ میں اپنے دل میں کسی مسلمان کے متعلق کوئی کینہ نہیں رکھتا اور نہ ہی کسی مسلمان کو ملنے والی نعمتوں پر اس سے حسد کرتا ہوں، یہ سن کر عبداللہؓ نے کہا کہ ’’هَذِهِ الَّتِي بَلَغَتْ بِكَ وَهِيَ الَّتِي لَا نُطِيقُ‘‘ یہی وہ چیز ہے جس نے آپ کو جنتی بنایا ہے اور جس کی ہم میں طاقت نہیں ہے۔ (مسند احمد: 12697 اسنادہ صحیح)

کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم بے عیب جانور تو قربانی کر لیتے ہیں مگر تمام برائیوں جیسے جھوٹ، غیبت و چغل خوری، ظلم و زیادتی وغیرہ کو گلے لگائے رکھتے ہیں!!

برادران اسلام! قربانی کے صحیح ہونے کے لئے جانور کا تمام عیوب سے پاک ہونا یہ اس بات کی دلیل ہے اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے جو مال خرچ کی جائے وہ حلال کمائی سے ہو، جس طرح سے عیب دار جانور قربانی کے لئے قابل قبول نہیں ٹھیک اسی طرح سے حرام مال بھی راہ خدا میں قابل قبول نہیں، جس طرح سے جانور کا عیب قربانی کے قبول ہونے میں رکاوٹ ہے اسی طرح سے حرام کمائی اور حرام دولت بھی عبادتوں کے قبول ہونے میں رکاوٹ ہے جیسا کہ جان رحمت ﷺ کا فرمان ہے: ’’أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ‘‘ کہ اے لوگو! اللہ پاک ہے اور صرف پاک و حلال چیزوں کو ہی قبول کرتا ہے اور اللہ نے مومنوں کو وہی حکم دیا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دیا ہے، فرمان باری تعالی ہے: ’’يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ‘‘ اے رسولو! حلال چیزیں ہی کھاؤ اور نیک عمل کرو تم جو کچھ کر رہے ہو اس سے اللہ بخوبی واقف ہے (المومنون: 51) ایک دوسری جگہ اللہ نے فرمایا: ’’يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ‘‘ اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دے رکھی ہیں انہیں کھاؤ پیو۔ (البقرۃ: 172) پھر آپ ﷺ نے ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا جو بہت دور دراز کا سفر کرتا ہے، تھکاوٹ سے چور ہو چکا ہے اور گرد و غبار سے بھرا ہوا ہے اور پھر ایسا مسافر اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر رب کے حضور ’’يَا رَبِّ يَا رَبِّ‘‘ کہہ کہہ کر دعائیں کرتا ہے حالانکہ ’’وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ‘‘ اس کا کھانا، پانی اور لباس حرام کمائی سے ہے بلکہ اس کی پرورش بھی حرام کمائی سے ہو رہی ہے تو پھر ’’فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ‘‘ ایسی صورتوں میں اس کی دعائیں کیسے قبول ہوں گی۔ (مسلم: 1015)

(6) قربانی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ وہی عمل قابل قبول ہے جو فرمان مصطفیٰ ﷺ سے ثابت ہو:

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کے نزدیک وہی عمل قابل قبول ہے جو فرمان مصطفیٰ ﷺ سے ثابت ہو اور وہ عمل کسی بھی حال میں مقبول نہیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے ہٹ کر ہو گرچہ وہ چیز کتنی اچھی ہی کیوں نہ ہو اور یہی سبق اور یہی پیغام ہمیں قربانی کے جانور کے ذریعے ہر سال دیا جاتا ہے وہ اس طرح سے کہ قربانی تبھی قابل قبول ہوگی جب انسان عیدالاضحیٰ کی نماز کے بعد ذبح کرے اگر کسی نے عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھے بغیر جانور ذبح کر لی تو پھر اس کی قربانی قربانی نہیں بلکہ صرف گوشت کھانا اور مزہ کرنا ہے جیسا کہ براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ ان کے ماموں یا خالو نے عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھنے سے پہلے ہی اپنے جانور کو ذبح کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ’’شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ‘‘ نماز سے پہلے تمہارا جانور ذبح کرنا یہ صرف گوشت ہے قربانی نہیں ہے پھر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ سنو! ’’مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا ذَبَحَ لِنَفْسِهِ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ، وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ‘‘ جس نے بقرعید کی نماز پڑھنے سے پہلے اپنے جانور کو ذبح کر لیا تو اس نے محض اپنے نفس کے لئے ہی ذبح کیا اور جس نے نماز کے بعد ذبح کیا تو اسی کی قربانی قابل قبول ہے اور ایسا کرنے والا ہی مسلمانوں کی سنت کو پائے گا۔ (بخاری: 5546، مسلم: 1962)

(7) قربانی ہمیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے سامنے سرنڈر کرنا سکھاتی ہے:

جب ہم قربانی کرتے ہوئے جانور کے حلقوم پر چھری چلاتے ہیں تو اس وقت قربانی ہمیں یہ درس و پیغام دے رہا ہوتا ہے کہ ہم اپنی تمام خواہشات کو اللہ کے حکم پر قربان کر دیں، قربان شدہ جانور جس کی آنکھیں ذبح کے بعد کھلی رہتی ہیں اس وقت وہ ہمیں یہ خاموش پیغام دے رہی ہوتی ہیں کہ جس طرح سے تم نے یہ جانور ذبح کر دئے تو کیا تم اپنے برے اعمال کو چھوڑنے اور نفس امارہ کی قربانی کر دینے کا فیصلہ لے لیا ہے، قربانی ہمیں تو یہی سکھاتی ہے کہ ہم اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے سامنے ٹھیک ویسے ہی سرنڈر کر دیں جیسے مردہ غسال کے ہاتھوں میں چلا جاتا ہے، جب روح پرواز کر جاتی ہے تو مردے کی کوئی خواہش اور حرکات و سکنات

باقی نہیں رہتی ہے، اب غسال اسے جس طرح سے چاہے الٹے پلٹے، دائیں کریں یا بائیں کریں، پیٹ کے بل لٹادے یا پھر کمر کے بل اب بندہ کسی چیز اور عمل پر قادر نہیں ہے اور یہی تو ایک مومن کی پہچان ہے جیسا کہ انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ حبیب کبریا محمد عربی ﷺ نے فرمایا:''لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ، وَأَهْلِهِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ'' یعنی کہ تم اس وقت تک کامل ایمان والے ہو ہی نہیں سکتے ہو جب تک کہ تم اپنے مال اور اپنے اہل وعیال (اپنی اولاد، اپنے والدین اور اپنی جان) اور تمام انسانوں سے زیادہ مجھے اپنے نزدیک محبوب نہ رکھ لو۔(نسائی:5014، مسلم:44، بخاری:15) اور اللہ اور اس کے رسول سے محبت کی علامت یہ ہے کہ انسان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہر حال میں اطاعت وفرمانبرداری کرے۔

کتنے نادان ہیں ہم مسلمان کہ ہم قربانی تو بڑے ہی تزک واحتشام اور بڑے ہی زور وشور اور شوق وجذبے سے تو کر لیتے ہیں مگر جب کسی معاملے میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو ماننے اور تسلیم کرنے کی بات آجاتی ہے تو ہم اس سے یہ کہہ کر منہ موڑ لیتے ہیں کہ یہ ہمارے لئے نہیں ہے، ہمارے باپ دادا تو ایسا ہی کیا کرتے تھے، ہم اپنے باپ دادا کے طور اور طریقوں کو نہیں چھوڑیں گے، یہ ہمارے امام کے خلاف حدیث ہے، یہ ہمارے مسلک کے خلاف ہے، یہ ہماری چاہت کے خلاف ہے، آج کل اس حدیث پر عمل کرنا ناممکن ہے، وہ زمانہ کچھ اور تھا اور یہ زمانہ کچھ اور ہے وغیرہ وغیرہ حالانکہ رب العالمین نے یہ واضح کردیا ہے کہ'' فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا'' قسم ہے تیرے پروردگار کی! وہ ایماندار ہو ہی نہیں سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں اے نبی ﷺ آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کردیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کرلیں۔(النساء:65)

(8) قربانی ہمیں خدمت خلق کرنا سکھاتی ہے:

قربانی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ دیکھو اپنی زندگی میں تم خدمت خلق کو مت بھولنا، اپنے مال میں سے غریبوں اور مسکینوں کا حصہ کچھ نہ کچھ ضرور نکالنا، اگر تمہیں خدا کی رضا وخوشنودی مطلوب ہو تو پھر لاچار ومجبور قسم کے لوگوں کی خبرگیری کرتے رہنا، غریبوں کی ہمیشہ مدد کرتے رہنا اور اسی میں تمہاری دنیوی واخروی نجات ہے، قربانی کی اسی تعلیم کی طرف رب العالمین نے رہنمائی کرتے ہوئے اس بات کا حکم دیا کہ'' فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ'' تم خود بھی قربانی کے گوشت سے کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ۔(الحج:28) اور ایک دوسری جگہ پر رب العالمین نے بہت ہی وضاحت کے ساتھ اس بات کا ذکر کیا کہ قربانی کے گوشت سے فائدہ تم ان لوگوں کو بھی پہنچایا کرو جو مانگتے نہیں ہیں، فرمایا:'' فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ'' یعنی کہ قربانی کے گوشت سے تم خود بھی کھاؤ اور مسکین سوال سے رکنے والوں اور سوال کرنے والوں کو بھی کھلاؤ۔(الحج:36) آج کل تو ویسے ہی پریشان کن حالات ہیں، کمانے اور کھانے کی تنگیاں ہیں، سال دوسال سے لوگ رزق کے مسئلے کو لے کر پریشانیوں سے دوچار ہیں ایسے حالات میں غریبوں اور مسکینوں کا خاص خیال رکھیں، اپنے علاقے میں دیہاڑی مزدوروں کا بھی خاص خیال رکھیں۔

(9) قربانی ہمیں وقت کی اہمیت کرنا سکھاتی ہے:

قربانی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ اسلام میں وقت کی بہت ہی زیادہ اہمیت ہے اور اسلام کی ہر عبادت وقت کے ساتھ مربوط ہے اور جو انسان وقت نکلنے سے پہلے یا وقت نکلنے کے بعد عبادتوں کو انجام دے گا اس کی عبادتیں مردود اور ناقابل قبول ہوں گی، اب دیکھئے کہ قربانی کرنے کے لئے ذی الحجہ کا مہینہ ہونا ضروری ہے اور اس پر مستزاد یہ ہے ذی الحجہ کی 10 سے 13 تک ہی اس کا وقت متعین ہے اب جو اس کے خلاف کرے گا اس کی قربانی قربانی نہیں بلکہ صرف گوشت خوری ہوگی، اس کے اندر ہمارے لئے یہی تو پیغام ہے کہ ہم اپنے نماز اور دیگر عبادتوں کو وقت پر ادا کیا کریں، خاص کر نماز جس کو اللہ نے وقت پر ہی ادا کرنے کا حکم دیا ہے:'' إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا '' یقیناً نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے۔(النساء:103)

ہائے افسوس! وقت مقررہ پر تو ہم قربانی کر لیتے ہیں مگر نماز کے اوقات کا ہم خاص خیال نہیں رکھتے ہیں، من میں آیا تو پڑھ لیا من میں آیا تو چھوڑ دیا، کبھی مغرب پڑھ لی کبھی نہیں پڑھی، جماعت کا بھی ٹھیک سے اہتمام نہیں کرتے ہیں، بھلا یہ سوچیں کہ کیا اس طرح سے بے وقت نماز پڑھنے سے ہماری نماز قبول کی جائیں گی، ہرگز نہیں جس طرح سے بے وقت قربانی قابل قبول نہیں ٹھیک اسی طرح سے بے وقت ادا کی جانے والی نماز بھی رائیگاں اور بیکار ہیں۔

برادران اسلام! اب ذرا سوچئے کہ اگر ہم نمازوں کا اہتمام نہیں کریں گے تو پھر ہماری یہ قربانیاں کس کام کی؟ تو آیئے ہم سب آج سے ہی یہ عہد کرتے ہیں کہ جس طرح سے ہم نے قربانیاں دی ہیں ٹھیک اسی طرح سے ہم نمازوں کا بھی اہتمام کریں گے، اپنی زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق گذاریں گے، اللہ کی خوشنودی کی خاطر اپنے تمام باطل اور ناجائز سفلی خواہشات کو قربان کردیں گے، قربانی کے ساتھ ساتھ سماج ومعاشرے کے تمام باطل وفرسودہ رسم ورواج سے کو بھی چھوڑ دیں گے، اپنے جان ومال کو رضائے الٰہی کے لئے قربان کردیں گے۔ ان شاءاللہ

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

مولانا ابوالکلام آزادؒ

دین رحمت اور رسولؐ رحمت

اسلام دین رحمت ہے۔اس دین کی کوئی بھی شئی ایسی نہیں جو عالم انسانیت کے لئے بلا لحاظ نسل وخون، بلا امتیاز رنگ ونسب اور بلا قید مقام ومحل یکساں پیام رحمت نہ ہو۔سب سے پہلے اصولی اعتبار سے غور کیجئے۔ دنیا میں ہر نیک وبد کے لئے مہلت حیات اور فیضان معیشت کا انتظام موجود ہے، البتہ اس نظام سے استفادہ ہر فرد کی ہمت،صلاحیت اور جد وجہد پر موقوف ہے کیونکہ

زندگی جہد است و استحقاق نیست

قدرت نے گوناگوں نعمتوں کے لامتناہی خزانے جابجا مہیا کر رکھے ہیں۔اچھے برے تمام انسان ان سے فائدہ اٹھانے کے مجاز ہیں۔ جزائے اعمال آخرت پر اٹھا رکھی گئی ہے۔یہ اسی حقیقت کا نتیجہ ہے کہ یہاں رحمت کی کارفرمائی ہے:

رحمت کا تقاضا یہی تھا کہ اس کے فیضان وبخشش میں کسی طرح کا امتیاز نہ ہو اور مہلت حیات پوری طرح سب کو ملے۔اس نے انسانوں کی انفرادی زندگی کے دو حصے کردیے۔ایک حصہ دنیوی زندگی کا ہے اور سراسر مہلت ہے۔دوسرا حصہ مرنے کے بعد کا ہے اور جزا کا معاملہ اسی سے تعلق رکھتا ہے۔

قرآن مجید کا ارشاد ہے:

وَرَبُّکَ الْغَفُوْرُ ذُوا الرَّحْمَةِ لَوْیُؤَاخِذُھُمْ بِمَا کَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَھُمُ الْعَذَابَ بَلْ لَّھُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ یَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِہٖ مَوْئِلًا (کہف:۵۸)

’’تیرا پروردگار بڑا بخشایش گر اور رحمت والا ہے۔اگر وہ لوگوں کو ان کے عمل کی کمائی پر پکڑتا تو فوراً عذاب نازل کردیتا ہے۔لیکن ان کے لئے ایک میعاد ٹھہرادی گئی ہے۔جب وہ نمودار ہوگی تو اس سے بچنے کے لئے کوئی پناہ گاہ انھیں نہ مل سکے گی۔‘‘

مہلت بجائے خود رحمت ہی کی دستاویز ہے تا کہ نیک زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمائیں اور برائیوں میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو اعمال بد سے توبہ کی مہلت حاصل رہے۔عمل بد کا ارتکاب ہوتے ہی عذاب نازل ہوجاتا تو مہلت کہاں رہتی؟ یاد رکھئے کہ اصلاح ودرستی کا طریقہ یہی ہے اور اصل نصب العین اصلاح ودرستی ہی ہے نہ کہ عذاب۔عذاب تو ان کے لئے ہوسکتا ہے جو سمجھانے بجھانے آگاہ کرنے اور مہلت دینے کے باوجود فائدہ اٹھائیں اور اپنے غلط مسلک پر قائم واستوار رہیں۔

جرموں اور گناہوں کی نوعیت یا کمیت وکیفیت کیسی ہی ہو، جب توبہ وانابت کے احساس میں جنبش نمودار ہوتی ہے اور غفلت وبے حسی کا خواب سنگیں ٹوٹتا ہے تو رحمت قبولیت کا دروازہ کھول دیتی ہے اور توبہ کرنے والے کے نامہ اعمال کی سیاہی اس طرح دھل جاتی ہے۔گویا اس سے کبھی کوئی گناہ سرزد ہی نہیں ہوا تھا یہ بھی سراسر رحمت ہی کی کارفرمائی کا ثبوت ہے۔

یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا (الزمر:۵۳)

’’اے میرے بندو! (جنھوں نے برائیوں کے ارتکاب سے) اپنی جانوں پر زیادتی کی۔اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں اللہ تمہارے تمام گناہ بخش دے گا۔‘‘

اسلام کے ضوابط: اسلامی ضوابط کی غرض وغایت یہی ہے کہ انسان کی اجتماعی زندگی ہر قسم کے اختلال سے محفوظ رہے اور معاشرے میں فتنہ وفساد پیدا نہ ہونے پائے۔ جو اجتماعی زندگی کے نظام کو درہم برہم کرڈالتا ہے۔ ویسے ہر مجموعۂ ضوابط کی حقیقی حیثیت کا اندازہ کرنے کے لئے دو باتیں بطور خاص پیش نظر رہنی چاہیے۔

۱۔آیا اجتماعی زندگی کے لئے قوانین بنانے کے سلسلے میں جائز انفرادی انسانی حقوق کا پورا لحاظ رکھا گیا؟ ایسا نہ ہو تو جائز انفرادی حقوق اور اجتماعی قوانین میں تصادم کی نوبت آتی رہے گی اور ان حالات میں کوئی معاشرہ اختلافات سے زیادہ عرصے تک محفوظ نہ رہ سکے گا۔

۲۔اجتماعی قوانین کی غرض وغایت کیا ہے؟ کیا یہ ہے کہ افراد کے درمیان باہم محبت، رحمت اور رافت کو فروغ حاصل ہو؟ جس سے اجتماعی زندگی کی بنیادیں زیادہ سے زیادہ مستحکم ہوجائیں گی۔افراد اجتماعی نظام کے عقیل،فہیم، عاقبت اندیش اور حق شناس کارکن بنے رہیں گے، ان میں ایک دوسرے کے حقوق کی حدوں کا اندازہ کرلینے کی تمیز زیادہ قوی ہوتی جائے گی اور ایک دوسرے کا زیادہ سے زیادہ لحاظ ان کی فطرت ثانیہ بن جائے گا۔

اسلام ایسے ہی معاشرے پیدا کردینا چاہتا تھا۔اس کے مجموعہ ضوابط جن میں اخلاقی تلقینات بھی شامل ہیں کا اصل مقصد یہی تھا کہ انسانوں میں ذمہ داری کے احساس کو زیادہ سے زیادہ ترقی دی جائے۔جس کے بعد کسی احتسابی نظام کی ضرورت بھی محض برائے نام رہ جائے۔ابتدائی دور کی مربیانہ سیاست میں اس مقصد کی تکمیل یقیناً بہت قریب نظر آنے لگی تھی۔لیکن حالات نے یکا یک پلٹا کھایا اور مربیانہ سیاست کی جگہ ملوکی نظام نے لے لی۔پھر جو صورت حال پیش آئی اس کا مرقع صدیوں سے ہر حساس فرد کے لئے دل کا ناسور ہے۔سب سے بڑھ کر اندوہ وقلق کی بات یہ ہے کہ

بیشتر نعرے اسلام کے لگائے جاتے ہیں اور پیش نظر وہی پیمانے ہوتے ہیں، جو دور ملوکیت میں فروغ پذیر ہوئے۔

باہم سلوک کی مثالیں:

مثالیں بے شمار ہیں لیکن میں یہاں صرف دو حدیثیں پیش کروں گا۔

۱۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترى المومنين تراحمهم وتوادهم وتعاطفهم كمثل الجسد اذا اشتكى عضوا تداعى له سائر جسده بالسهر والحمى (صحيح بخارى ،كتاب الادب، باب رحمة الناس والبهائم)

''تو مومنوں کو باہم رحم محبت اور مہربانی میں ایک جسم کے اعضاء کی طرح دیکھے گا۔جب ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے پورا جسم بے خوابی اور بخار کی دعوت بن جاتا ہے۔''

آپ ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ آیا آپس میں اس رحم، اس محبت اور اس مہربانی کی عملی مثالیں آپ کو کسی طرف نظر آتی ہیں؟ الا ماشاءاللہ، یا ہمارے گردوپیش ایسا کوئی نظارہ روح وقلب کے لئے سرور وشادمانی کی بشارت بن سکتا ہے؟

۲۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

والله لايومن، والله لا يومن والله لا يومن قيل ومن يارسول الله؟ قال الذى لايامن جاره بوائقه (صحيح بخارى، كتاب الادب باب اثم من لا يامن جاره)

''اللہ کی قسم وہ ایمان نہیں لاتا، اللہ کی قسم وہ ایمان نہیں لاتا، اللہ کی قسم وہ ایمان نہیں لاتا۔کسی نے عرض کیا، یارسول اللہ کون؟ فرمایا جس کا ہمسایہ اس کی بدیوں سے امن میں نہ ہو۔''

غور کریں کہ اگر ہر ہمسایہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر عمل پیرا ہوجائے۔ ہر لحظہ خیال رکھے کہ اس کی کسی حرکت سے ہمسایے کو تکلیف نہ پہنچے تو پوری آبادیاں نہ محض ہر قسم کے شر سے پاک ہوجائیں بلکہ تمام باشندوں میں ایک دوسرے کے متعلق انتہائی محبت واحترام کے جذبات پیدا ہوجائیں حالانکہ یہ بظاہر ایک جزوی ارشاد ہے تاہم اس کی عملی صورت پر غور کریں تو اس کی وسعت اور اثر خیر کا اندازہ کرنا مشکل ہوجائے گا۔

اشرف المخلوق کے واجبات:

انسان کو اشرف المخلوق قرار دیا جاتا ہے۔کیا اس لئے کہ اس پر فخر ومباہات کی سرشاری میں واجبات کو نظر انداز کردیا جائے؟ انسان نیک وبد کی تمیز سے بہرہ مند ہے۔آگ اور پانی میں فرق کرسکتا ہے۔پھر کیا اس سے کوئی ایسی حرکت یا کوئی ایسا عمل سرزد ہونا چاہیے، جو انسانیت کے حسن اور شرف کے منافی ہو اور جو اسے ''اسفل سافلین'' میں پہنچادے؟ یعنی جس سے ہم جنسوں کے طبعی وفطری حقوق پر زد پڑے۔ خواہ ان کا تعلق ہم جنسوں کی جانوں سے ہو یا اموال سے یا آبروؤں سے؟ ایسا ہر فعل لازماً اجتماعی امن وراحت کے نظام میں کم یا زیادہ اختلال کا باعث ہوگا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے اختلال انگیز افعال وحرکات سے احتراز حقیقۃً ہر فرد کے لئے ضروری ہے کیونکہ اگر زید کی کوئی حرکت کسی وقت بکر اور اس کے ساتھیوں کو نقصان پہنچائے گی تو دوسرے موقع پر بکر یا اس کے ساتھیوں کی ایسی ہی حرکت خود زید یا اس کے ساتھیوں کے لئے موجب آزار ہوگی۔

اسلام کی برتری یہ ہے کہ اس کے تمام اوامر ونواہی کی بنیاد واساس معاشرے میں رحمت ومحبت جاری وساری رکھنے کے لئے ہے وہ چاہتا ہے رحمت ومحبت کے فروغ وعمومیت میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔تمام افراد معاشرہ کے درمیان اخوت، خلوص، ہمدردی اور یکجہتی کے روابط زیادہ سے زیادہ مستحکم ہوں۔ یہ سب رحمت ہی کی کارفرمائی کے عوامل ہیں۔(مولف)

(رسول رحمت)

☆☆☆

جماعتی خبر کا بقیہ

''موسم گرما میں جماعت اهل حديث (رياست آندھراپردیش) کی تعلیمی سرگرمیاں:

ریاست آندھراپردیش میں جماعت اہل حدیث کے ذمہ داروں نے رمضان المبارک کے بعد سرکاری مدارس وکالس میں بچوں کو دئے گئے گرمائی تعطیلات کو تعلیم وتعلم سے معطر کیا، ریاست کے بیشتر علاقوں میں مختلف طبقات کے لوگوں کا خیال کرتے ہوئے اسلامک سمر کیپس منعقد کئے گئے۔اسلامی عقائد، مسائل وفقہ، عبادات ومعاملات، سیرت رسول، صحابہ وصحابیات، اخلاق وآداب، دعاواذکار اور منہج جیسے بنیادی مضامین سکھائے گئے، اس کے لئے تجربہ کار علمائے کرام کے علاوہ مدنی علمائے کرام کی خدمات بھی قابل ذکر ہیں، علاقائی ماحول کا لحاظ کرتے ہوئے اس کورس بزبان اردو وتلگو چلایا گیا۔الحمد للہ ریاست بھر میں ہر جگہ اس کے بہترین نتائج نمودار ہوئے ہیں۔اس گراں قدر خدمت کے رو سے یہ موقع سنہرا موقع بن گیا۔اللہ تعالی دین کے خادمین کی تگ ودو کو قبول فرمائے، ہونہار نسل کو ثمرآور بنائے۔اس اسلامک سمر کیمپس میں مجموعی طور پر ۴۱ مساجد، مدارس اور مراکز میں بنین وبنات اور مردوخواتین کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا گیا۔اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہم احباب جماعت وجمعیت کو اپنے فریضہ کو خوب سے خوب انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے، اور آخرت کے لئے زادراہ بنائے آمین۔

☆☆☆

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

شیخ العرب والعجم، استاذ الاساتذہ، سند العلماء اور بقیۃ السلف مولانا محمد اعظمی صاحب کا سانحۂ ارتحال ملک وملت کا عظیم خسارہ: مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی

نئی دہلی: ۱۲/ جولائی ۲۰۲۳ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے شیخ العرب والعجم استاذ الاساتذہ، سند العلماء، بقیۃ السلف، مشہور عالم دین مولانا محمد اعظمی صاحب کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے اور ان کے سانحۂ ارتحال کو ملک وملت اور جماعت وجمعیت کا عظیم خسارہ قرار دیا ہے۔ مولانا محمد اعظمی صاحب کا گزشتہ کل بتاریخ ۱۱/ جولائی ۲۰۲۳ تقریباً سوا نو بجے ۹۳ سال کی عمر میں انتقال پُر ملال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی جاری کردہ پریس ریلیز کے مطابق ان کی پیدائش مردم خیز دینی وعلمی سرزمین مئو میں ۲۴/ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو ہوئی تھی اور ابتدائی تعلیم جامعہ عالیہ عربیہ مئو میں ہوئی۔ جامعہ عالیہ عربیہ میں ثانویہ تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی میں بھی تعلیم حاصل کی۔ جامعہ اسلامیہ فیض عام سے ۱۹۵۰ میں سند فراغت حاصل کی۔ علاوہ ازیں انہوں نے عالم، فاضل، دینیات اور فاضل ادب کی بھی ڈگریاں حاصل کیں۔

جامعہ عالیہ عربیہ مئو، مدرسۃ الاصلاح سرائے میر اعظم گڑھ، جامعہ فیض عام، مدرسہ فیض العلوم سیونی، کلیہ فاطمۃ الزہراء للبنات میں درس وتدریس کے فرائض انجام دیے۔ ان کے درس وتدریس کی مدت تقریباً ۴۵ برسوں پر محیط ہے۔ انہوں نے مولانا محمد سلیمان مئوی، مولانا احمد بن ملا حسام الدین مئوی، محدث جلیل مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی، مولانا عبدالصمد مبارکپوری، مولانا عبداللہ شائق مئوی، مولانا عبدالرحمٰن مئوی، مولانا نذیر احمد املوی مبارکپوری، مولانا عبدالسبحان اعظمی عمری، مولانا حافظ عبدالواحد عمری رحمہم اللہ وغیرہم جیسے جلیل القدر واکابر علماء سے اکتساب فیض کیا۔ ان میں سے متعدد اساتذہ میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے تلامذہ میں سے ہیں اس اعتبار سے مولانا محمد اعظمی مرحوم کو یہ سعادت حاصل ہے کہ وہ بیک واسطہ میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

آپ نے درس وتدریس کے دوران متعدد کتابیں بھی تصنیف کیں جن میں دین کیا ہے، آداب زواج، شریعت وعادت، نقوش رحمانی (شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ رحمانیؒ کے جوابی خطوط)، کائنات کا آغاز وانجام، نماز نبوی، مستند دعائیں، متفقہ فتوی، تلخیص فقہ السنہ، تذکرۃ البخاری، دعایۃ الایمان (تسہیل وتخریج)، قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کے آداب، التحلی بالذہب للنساء، جیسی مشہور نفیس ومحقق کتابیں ہیں۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے انہیں ان کی تدریسی، تعلیمی، تصنیفی اور اصلاحی خدمات کے اعتراف میں ایوارڈ سے نوازا تھا۔ آپ برصغیر کے ان چند علماء میں سے تھے جو فن حدیث میں سند عالی رکھتے تھے۔ علاوہ ازیں مولانا محترم سے عرب وعجم کے ہزاروں طلباء نے علم حاصل کیا جو ملک وبیرون ملک دعوت وتبلیغ اور درس وتدریس میں سرگرم عمل ہیں اور یقیناً یہ آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔

امیر محترم نے مزید کہا کہ مولانا محمد بن مولانا عبدالعلی بن شیخ عبداللہ بن مولانا علیم اللہ بن حکیم جمال الدین رحمہ اللہ بڑے خلیق وملنسار، سادگی پسند، متواضع، علماء نواز اور ورع وتقویٰ میں سلف کی یادگار تھے۔ ان کا انتقال علمی وتحقیقی دنیا کا عظیم خسارہ ہے۔ مرحوم کے اندر دینی وجماعتی غیرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ جماعتی کاز وسرگرمیوں سے بڑی دلچسپی لیتے تھے اور وقتاً فوقتاً مرکزی جمعیت کی دینی، علمی، فلاحی، تصنیفی وتالیفی خدمات کی ستائش اور دعاؤں سے نوازتے تھے۔

مولانا مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے کاز سے بڑی دلچسپی رکھتے تھے اور ناچیز کو بہت عزیز رکھتے تھے اور جمعیت کی ہمہ جہت خدمات کے بارے میں سن کر خوشی کا اظہار کرتے اور دعاؤں سے نوازتے تھے۔ ابھی کچھ دنوں پہلے لوہیا، مبارک پور کے جلسے کی مناسبت سے محض مولانا سے ملاقات اور دعا کی غرض سے حاضر ہوا۔ مولانا نے برجستہ فرمایا کہ آپ ماشاء اللہ بہت ساری خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ہر ملاقات میں بے حد ہمت افزائی فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے۔ بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں۔

پریس ریلیز کے مطابق مولانا کی نماز جنازہ آبائی وطن مئو میں عیدگاہ اہل حدیث ڈومن پورہ پچھم میں ادا کی گئی۔ جس میں علماء ومشائخ، طلباء مدارس اور عوام کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ پسماندگان میں معروف ومشہور قلم کار اور جید عالم دین مولانا اسعد اعظمی سمیت چھ بیٹے عزیزان احمد، اجود، ارشد، امجد، اسجد اور چھ بیٹیاں اور متعدد پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں اور بھرا پورا خاندان ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی خطاؤں اور لغزشوں کو معاف کرے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان، متعلقین کو صبر وسلوان کی توفیق نیز جماعت وجمعیت اور ملک وملت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔ پریس ریلیز کے مطابق مرکزی جمعیت کے دیگر ذمہ داران وکارکنان اور متعلقین نے بھی ان کے سانحہ ارتحال پر گہرے رنج وغم کا اظہار مغفرت اور بلندی درجات کی دعا کی ہے۔

جماعتی خبریں

امیر محترم کی سعودی ولی عہد سے ملاقات:
مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے امیر محترم فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ نے اپنے سفر حج میں مملکت سعودی عرب کے موقر ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان بن عبدالعزیز آل سعود سے منیٰ میں واقع شاہی محل میں عالم اسلام کی متعدد اہم دینی تنظیموں کے ذمہ داران کے ساتھ ملاقات کی اور ان سے مملکت توحید سے متعلق ملک وملت اور جماعت و جمعیت کے خیر سگالی بھرے جذبات کا اظہار کیا اور حج کی عظیم کامیابی پر مبارکباد دی۔ یہ ملاقات بڑے خوش گوار ماحول میں اختتام پذیر ہوئی۔

امیر محترم کی مملکت سعودی عرب کے وزیر الشؤون الاسلامیہ کے معالی وزیر سے متعدد ملاقاتیں:
مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے امیر محترم فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ نے اپنے سفر حج میں مملکت سعودی عرب کے وزیر برائے اسلامی امور معالی الشیخ الدکتور عبداللطیف بن عبدالعزیز آل الشیخ حفظہ اللہ سے متعدد ملاقاتیں کیں اور ہر مرتبہ عزت مآب وزیر مملکت سعودی عرب نے آپ کا گرم جوشی سے استقبال کیا، بغل گیر ہوئے اور اکثر مجلسوں میں اپنے بغل میں بٹھایا اور بڑی عزت وتکریم سے پیش آئے۔ معالی وزیر نے امیر محترم سے متعدد اہم امور پر تبادلہ خیال فرمایا، جمعیت و جماعت اور ملک وملت کے احوال دریافت فرمائے اور یہ سب جانکاری حاصل کر کے خوشی کا اظہار فرمایا۔ وزیر موصوف نے امیر محترم سے کئی مجلسوں بطور خاص اظہار خیال فرمانے کی پیش کش کی اور جسے آپ نے بخوشی قبول کیا اور خطاب فرمایا۔ آپ نے سب کو اپنے اپنے ملکوں میں اسلام کی نمائندگی اور بہترین شہری بننے اور بنانے اور امن وآشتی سے رہنے کی تلقین کی۔

امیر محترم کا رابطہ عالم اسلامی کے ہیڈ کوارٹر س میں استقبال: مورخہ ۲/جولائی ۲۰۲۳ کو امیر محترم فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی، مولانا عبدالسلام سلفی، مولانا اقبال فیضی وغیرہ پر مشتمل ایک موقر وفد کے ساتھ رابطہ عالم اسلامی کے مرکزی دفتر مکہ مکرمہ رابطہ کے سکریٹری جنرل جناب ڈاکٹر محمد بن عبدالکریم العیسیٰ حفظہ اللہ کی دعوت پر تشریف لے گئے جہاں انہوں نے رابطہ کے دیگر ذمہ داران ومسئولین کے ساتھ آپ کا والہانہ استقبال کیا۔ اس اہم موقع پر امیر محترم نے مملکت توحید کے تعاون و دفاع میں جماعت وجمعیت اہل حدیث ہند کی مساعی جمیلہ اور سعودی علماء ومشائخ اور حکام وسربراہان مملکت کے ساتھ جمعیت اور وطن عزیز کے دیرینہ تعلقات کا تذکرہ کیا اور متعدد ملی وملکی مسائل پر تبادلہ خیال بھی فرمایا اور جمعیت اہل حدیث ہند کی متنوع خدمات کا تذکرہ کیا۔ اس موقع پر ڈاکٹر عبدالکریم العیسی نے جمعیت وجماعت کی سنہری تاریخ اور اس کے منہج وعقیدہ وخدمات کا بار بار ذکر کیا اور سراہا اور امیر محترم کو ہدیہ تذکاریہ بھی پیش کیا اور بڑی تکریم کے ساتھ وفد کو وداع فرمایا۔ یہ غیر معمولی ملاقات ایک سوا گھنٹہ سے زیادہ تک رہی۔

امیر محترم کی امام حرم نبوی جناب ڈاکٹر عبدالمحسن القاسم حفظہ اللہ سے ملاقات: اس سفر حج میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی نے ایک موقر وفد کے ساتھ حرم نبوی کے سینئر امام وخطیب جناب ڈاکٹر عبدالمحسن القاسم حفظہ اللہ سے مسجد نبوی میں مورخہ ۴/جولائی ۲۰۲۳ء کو بعد نماز عصر ملاقات کی۔ امام محترم نے اٹھ کر وفد کا استقبال کیا اور حال واحوال معلوم کیے اور اپنی خوشی کا اظہار کیا۔

واضح رہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم کی اس سفر حج میں مختلف مواقع پر وکیل وزارۃ الشؤون الاسلامیہ شیخ عواد العنزی، رئیس شؤون المسجد الحرام والمسجد النبوی الشیخ الدکتور عبدالرحمٰن السدیس، رکن سپریم علماء کونسل شیخ ڈاکٹر یوسف بن محمد بن سعید، وکیل رابطہ عالمی اسلامی ڈاکٹر محمد المجدوعی حفظہم اللہ کے علاوہ عالم اسلام کی اہم شخصیات اور علماء ومشائخ سے ملاقاتیں رہیں اور ان سے تبادلۂ خیال ہوا۔

امیر محترم کا ابناء جامعہ سلفیہ بنارس ودیگر طلبہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے خطاب: مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے امیر محترم فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ نے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں زیر تعلیم جامعہ سلفیہ بنارس ودیگر جامعات کے فارغین طلبہ کی ایک نشست جو مورخہ ۵/جولائی ۲۰۲۳ء کو بعد نماز مغرب حرم نبوی کے صحن میں منعقد ہوئی تھی اور جس میں دراسات علیاء کے فارغین ومنتہی طلبہ کی اکثریت شریک تھی اور امیر محترم کی آمد کو غنیمت جانتے ہوئے منعقد کی گئی تھی، میں شرکت کی اور دینی وجماعتی اور تنظیمی مسائل پر تبادلہ خیال فرمایا اور پند ونصائح پر مشتمل کلمات کہے اور بعض طلبہ کے استفسار کا جواب تشفی بخش جواب بھی دیا۔

بہار کے معروف داعی وخطیب مولانا محمد حشمت اللہ چترویدی صاحب کا انتقال پُرملال: یہ خبر نہایت ہی رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ بہار کے معروف داعی وخطیب اور مشہور عالم دین مولانا مطیع الرحمٰن چترویدی صاحب کے سمدھی مولانا محمد حشمت اللہ چترویدی صاحب طویل علالت کے بعد گزشتہ شب آبائی وطن پرسا پر بہار ضلع سیتامڑھی بہار میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

مولانا حشمت اللہ چترویدی صاحب بڑے خلیق وملنسار، سادگی پسند اور متواضع انسان تھے۔ سرکاری اسکول کے ریٹائرڈ پرنسپل تھے اور علاقے میں دعوت واصلاح کے کاموں میں سرگرم رہتے تھے۔ مشہور خطیب تھے اور آپ کے خطابات جلسوں میں بہت پسند کیے جاتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ، ہونہار فرزند ارجمند ڈاکٹر سراج اللہ تیمی سلمہ سب ایڈیٹر روزنامہ قومی تنظیم پٹنہ سمیت پانچ صاحب زادے اور پانچ صاحب زادیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے، بشری لغزشوں سے درگذر فرمائے، دینی ودعوتی خدمات کو شرف قبولیت بخشے، جنت الفردوس کا مکین بنائے، جملہ پسماندگان ومتعلقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین (شریک غم: اصغر علی امام مہدی سلفی، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند) (بقیہ جماعتی خبر صفحہ ۲۸ پر)

اہل حدیث منزل کی تعمیر وتکمیل کے لیے

محترم و غیور ائمہ، خطباء، متولیان مساجد اور ذمہ داران جمعیات سے پُر زور اپیل اور التماس

اہل حدیث منزل میں چوتھی منزل کی چھت کی ڈھلائی کا کام ہوا چاہتا ہے اور دیگر تینوں منزلوں کی صفائی کی تکمیل کے لیے آپ سے گزارش ہے کہ آنے والے جمعہ میں باضابطہ طور پر اپنی مسجدوں میں اس کے تعاون کے لیے پرزور اعلان فرمائیں اور مندرجہ ذیل کھاتے میں رقم ارسال فرماکر جنت میں اعلیٰ مقام بنائیں اور اس صدقہ جاریہ میں شریک ہوں۔

تعاون کے طریقے: (۱) سیمنٹ، سریا، روڑی، بدرپور، ریت (۲) نقد رقم (۳) کاریگروں اور مزدوروں کی اجرت کی ادائیگی (۴) کھڑکی، دروازہ، پینٹ، رنگ وروغن کا سامان یا قیمت مہیا کراکے تعاون فرمائیں اور مال واولاد اور اعمال صالحہ میں برکت پائیں۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind

A/c: 629201058685

ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)

RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292

أهلاً و سهلاً و مرحباً

جمعية أهل الحديث المركزية لعموم الهند

ترحب

بحضرة صاحب المعالي الدكتور

محمد بن عبدالكريم العيسى

حفظه الله وتولاه

الأمين العام لرابطة العالم الإسلامى بمكة المكرمة
المملكة العربية السعودية المحروسة

والوفد المرافق لمعاليه

مع أزكى التحيات و أسمى التهاني

بمناسبة قدومه الميمون وزيارته الكريمة
جمهورية الهند